تاریخ بلاد الجزائر

پہلی فصل

الجزائر کا جغرافیہ طبعی اور اُسکے بحری مقامات

شمالی سمت سے اس ملک کی حدبندی بحیرۂ روم کرتا ہے۔ مشرق میں
تونس کا ملک اسکا حد فاصل ہے۔ مغربی جانب مراکش کے قلمرو سے اسکی سرحدیں ملتی
ہیں۔ اور جنوب میں صحرائے اعظم اسکی حدبندی کرتا ہے۔ بالعموم مملکت الجزائر کی
سرحدیں بخوبی متعین نہیں ہیں۔ اس ملک کے وسط میں مغرب سے مشرق کی جانب
کوہستان اٹلس کا سلسلہ پھیلتا چلا گیا ہے اور اس کے اہم ترین دریاؤں میں سے دریائے
"شلف" ہے۔ یہ دریا قریباً ۳۰۰ میل کے قریب طویل ہے اور بحیرۂ روم میں آکر گرتا ہے
باقی دریا اور ندیاں جو کہ جنوبی سمت سے اپنی روانی دکھاتی ہیں اور کوہستان
اٹلس کے سلسلے سے نکل کر تھوڑی دور بہتی ہیں وہ صحرا میں جا کر غائب ہو جاتی ہیں اور ان میں کوئی
دریا جہاز رانی کے قابل نہیں ہے کیونکہ ان میں سے بیشتر دریاؤں کا پانی گرمی کے موسم
میں خشک ہو جاتا ہے [illegible] موسم بہار میں یہ دریا اپنی روانی دکھا کر زمین کو سیراب بناتی اور

حکومتیں الجزائر کے رہنے والوں کو کچھ سالانہ نقد رقم اس امر کے معاوضہ میں دیں لیا کرتی تھیں کہ وہ لوگ ان حکومتوں کے تجارتی جہازوں کو نہ چھیڑیں جو کہ بحیرہ روم میں سفر کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ اس لحاظ سے تمام زمانہ وسطیٰ اور زمانہ جدید کے آغاز میں بھی الجزائر کا ملک مشہور ترین بحری ممالک میں شمار ہوا کرتا تھا جس کا بیان آگے چل کر آئیگا۔

الجزائر کے بحری مقامات

شہر الجزائر

یہ اس ملک کا اہم اور عظیم ترین شہر ہے۔ آبادی (۷۵۰۰۰) ہزار آدمیوں کی ہوگی۔ ترکی عہد حکومت میں اس شہر کی آبادی ایک لاکھ آدمیوں کی تھی۔ یہ شہر نہایت مستحکم طور سے کوہ بوجادین کی شمالی چوٹی پر بنا ہے اور اسی وجہ سے اسکا منظر نہایت خوشنما ہے۔ خصوصاً اسکے سفید اور پرانے مکانوں کا نظارہ اور بھی اس کے حسن کو بڑھاتا اور اس کی نظر فریبی کو دوبالا کرتا ہے۔ یہ مکانات پہاڑ کے بازو میں چٹانوں پر بنے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شہر الجزائر کی بنیاد سب سے پہلے امیر بلکین بن زیری نے ڈالی تھی یہ شہر بہت بڑا بندرگاہ ہے اور اس کے گھاٹ میں صدہا جہازات کی آمد ورفت لگی رہتی ہے۔ یہاں سے مسافروں کی آمد ورفت کا بھی سلسلہ قائم رہتا ہے۔ اور تجارتی مال بھی آتا جاتا رہتا ہے۔ مملکت الجزائر کا پائے تخت اور وائسرائے کا قیام گاہ یہی شہر ہے اور صوبہ الجزائر کا صدر مرکز بھی یہی ہے۔ شہر میں ایک عالیشان لائٹ ہاؤس جہازوں کی رہنمائی کیلئے بنا ہے۔ ایک اسلحہ سازی کا کارخانہ ہے اور ایک جہاز سازی اور انکی مرمت کرنیکا گھاٹ بھی موجود ہے۔ بہت سی خوبصورت مسجدیں، عمدہ حمام اور فوجی بارکیں بھی اس میں بنی ہیں۔ اور اسکا بحری گھاٹ نہایت محفوظ ہے۔ یہ گھاٹ سب سے پہلے خیرالدین پاشا بار بروس نے بنوایا تھا۔ اور اس کی بنیاد ۹۳۲ھ میں ڈالی گئی تھی ۱۲۶۲ء میں اہل فرانس نے اس کی دوبارہ مرمت اور اصلاح کی۔ اور اس کے بعد الجزائر سے شہر بلیدہ تک (۴۰) میل طویل ریلوے لائن تیار ہو گئی اور الجزائر سے فرانس تک بحری

آنکی پیداوار بڑھانے میں مدد دیتی ہیں۔ مملکت الجزائر کا نصف سے زائد حصہ ریگستانی ہے مگر ان ریگستانوں میں سرسبز خطّے بہت پائے جاتے ہیں اور اِن دنوں پاتال توڑ کوؤں کی تیاری سے اُس کے صحرائی دیہات (جو اصطلاح میں وَاحَات کہلاتے ہیں) کی تعداد اَور بڑھ گئی ہے۔ یہ کوئیں فرانس والوں نے بنوائے ہیں۔ مملکت الجزائر کی ہوا گرم ہے اور جن دنوں وہاں ریگستانی لُو زیادہ چلتی ہے اُسوقت گرمی کی شدّت ہو جاتی ہے۔ یہاں کی پیداوار ہر قسم کے غلّے اور پھل اور پھول وغیرہ ہیں۔ اور تمام اقسام کے پالتو جانور بھی وہاں بکثرت ہیں۔ درندہ جانوروں کی نسل بھی وہاں پائی جاتی ہے جنمیں سے زیادہ مشہور جانور شیر ببر، چیتے، اور تیندوے ہیں۔ اور بلاد الجزائر کے ساحل سمندر پر شہر "بُونہ" کے قریب مونگے کی نکاسی ہوتی ہے ؎

انتظام حکومت کے لحاظ سے اس ملک کی تقسیم تین صوبوں میں کی گئی ہے اور ہر ایک صوبہ میں کئی کئی اضلاع ہیں۔ صوبوں کے نام الجزائر، وَہران، اور قسطنطنیہ ہیں۔ اور تمام ملک کا مجموعی مساحت (۱۵۰۰۶۸) میل مربع ہے۔ باشندوں کی تعداد تقریباً چار ملین (چالیس لاکھ) آدمی ہوگی جنمیں بیشتر تعداد مسلمانوں کی ہے اور اب بہت سے یورپ کے لوگ بھی انمیں مل جُل کر رہنے لگے ہیں۔ اور کسی قدر یہودی بھی وہاں آباد ہیں۔ یورپین لوگوں اور یہودیوں کی آبادی (۲۵۰۰۰۰) کے قریب ہے اور عام ملکی باشندوں میں بھی طبقہ زیادہ نمایاں اور ممتاز ہے۔ ملک کے اندرونی حصص میں بکثرت قدیم یادگاریں موجود ہیں جو خاصکر صوبہ قسطنطنیہ میں زیادہ پائی جاتی ہیں۔ سنہ ۱۸۵۹ء تک اس ملک کا انتظام حکومت ایک خاص وزارت کے ہاتھوں میں تھا مگر سنہ ۱۸۶۰ء میں وہ انتظام توڑ دیا گیا اور اس کے بعد وہاں ایک عام فوجی اعلیٰ افسر متعیّن کر دیا گیا جسکی ماتحتی میں تمام فوجی و ملکی افسر رہتے ہیں۔ پھر سنہ ۱۸۷۰ء میں مملکت فرانس میں جمہوری گورنمنٹ کا قیام ہوا تو اُس کے بعد سے الجزائر میں ملکی افسر (گورنر جنرل) کا تقرر ہو گیا ؎

اس ملک کے باشندے بحری ڈاکہ زنی میں بیحد مشہور تھے یہاں تک کہ انہوں نے یورپ کی بحری سلطنتوں کو مرعوب بنا رکھا تھا۔ اسی سبب سے اکثر یورپین

فیلیپ فیل

وادی الکبیر سے ۱۰ : پر ایک مستحکم شہر ہے۔ آبادی (۱۹۰۰۰) ہوگی۔ اسکی
اطراف میں درخت فلین (چیڑھ) کے جنگل بکثرت ہیں۔ اور گرینیٹ پتھر بھی اسی کے
اطراف سے نکلتا ہے۔ اسکا سلسلہ بھی الجزائر کے بڑے بڑے شہروں سے ریلوی
کے ذریعہ سے ملتا ہے۔ اس شہر کی بنیاد سنہ ۱۸۳۸ء میں شاہ فلپ لوئس اول کے عہد
میں ایک قدیم رومانی شہر کے کھنڈروں پر ڈالی گئی ❊

بُونہ - یا - عُنّابہ

صوبہ قسطنطنیہ میں بحیرہ روم پر واقع ہے۔ اسکا قدیم نام "ہیپون" تھا اسکی
بنیاد ساتویں صدی عیسوی کے اواخر میں ڈالی گئی تھی۔ ایک فرنچ افریکن تجارتی کمپنی
لوئس چہاردہم کے زمانہ سے سنہ ۱۸۷۹ء تک یہاں اپنا مرکز بنائے رہی تھی۔ اس شہر کی
خاک سے علماء کی ایک جماعت اُٹھی ہی از انجملہ ایک شخص ابو عبد الملک مروان بن محمد
الاسدی البونی مالکی مذہب کا زبردست عالم بھی تھا۔ اس نے مؤطا کی ایک عمدہ
شرح لکھی ہے۔ اس نے سنہ ۴۴۰ھ میں وفات پائی۔ اس شہر میں لوہے کی کان ہے
اور یہ الجزائر کا ایک مشہور شہر ہے۔ ایک بڑے دریا کے کنارہ سے تقریباً ایک
میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور وہ دریا خلیج بونہ میں گرتا ہے۔ بونہ میں گیہوں،
چمڑے اور عُنّاب کی بہت بڑی تجارت برآمد ہے۔ اور عُنّاب ہی کے لحاظ سے
اس کا نام عُنّابہ بھی مشہور ہے۔ جنگی موقع کے لحاظ سے یہ شہر نہایت اہمیت رکھتا ہے
کیونکہ دریا کے اندر ایک بڑی دُور تک ممتد ہونے والی راس پر اسکا وقوع ہے۔ مگر
اسکا گھاٹ محفوظ نہیں۔ اسمیں کشتیوں کو سخت خطرہ رہتا ہے۔ ترکوں کے عہد میں یہاں
سات نہریں اور چشمے تھے جنمیں سے اب صرف ایک چشمہ جاری رہگیا ہے۔ اسیواسطے
باشندگان شہر کو بارش کے پانی پر قناعت کرنی پڑتی ہے۔ سنہ ۱۸۳۳ء میں بونہ کے
گھاٹ میں چودہ کشتیاں بیکار رہ گئی تھیں ازانجملہ ایک جنگی کشتی بھی تھی۔ یہاں کی آب وہوا

تار برقی لگ گئی۔ بحالت موجودہ الجزائر کا شہر بہت بڑا تجارتی مرکز ہے۔ یہاں کی پیداوار غلے، اُون، اور چمڑا ہے اور تمباکو بھی یہاں اچھا ہوتا ہے۔ لوہا، تانبا، اور مُونگا یہاں کی معدنی پیداوار ہے۔ تجارت درآمد قہوہ، شکر، شراب، اور کپڑوں کی ہے۔ مورخ ابن خلدون نے اس شہر کے ذکر میں بیان کیا ہے کہ "یہ شہر صنہاجہ کے علاقوں میں شمار ہوتا تھا اور اسکی بنیاد امیر بلکین بن زیری صنہاجی نے ڈالی تھی۔ بلکین کے بعد اُس کے بیٹے یہاں حاکم رہے اور ازاں بعد اسکو موحدین نے فتح کر کے مغرب اور افریقہ کے شہروں میں شامل کر لیا۔ موحدین کے عمّال افریقہ بنو حفص نے خود مختاری اختیار کر لی اور وہ زناتہ کے ممالک تک اپنا قلمرو وسیع کرنے میں کامیاب ہوئے تو انہوں نے تلمسان کو اپنا بحری مقام قرار دیا اور موحدین کا ساحل الجزائر پر قابض رہتا چلا آیا"۔ اور یاقوت مورخ نے بیان کیا ہے کہ "یہ شہر بنی حماد بن زیری بن مناد صنہاجی کے بڑے نامی شہروں میں سے تھا اور جزائر بنی مزغنان کے نام سے معروف تھا"۔

وہران

صوبہ کا صدر مقام اور مستحکم بندرگاہ ہے یہاں سے شہر الجزائر تک ریلوے لین بنی ہے۔ شہر کا موقع ایک خلیج کے انتہائی گوشہ پر ہے آبادی تقریباً (۶۰۰۰۰) آدمیوں کی ہوگی جنمیں زیادہ تر یورپ کے لوگ ہیں۔ وہران کا تجارتی بندرگاہ ۱۸۴۸ء میں بنایا گیا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے جہازات مرسی الکبیر میں ٹھہرا کرتے تھے جو کہ وہران سے شمال میں پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہران کے قریب بہت بڑی بڑی کانیں سیسہ نکالنے کی موجود ہیں۔ یہ شہر اندلس کے مسلمانوں نے تعمیر کیا تھا جبکہ اہل اسپین نے مسلمانوں کو اندلس سے نکالدیا اور وہ تمام دنیا میں جدھر سینگ سمائے چلے گئے تو کچھ لوگ الجزائر کے ملک میں بھی آرہے تھے اور انہوں نے دو قدیم شہروں کے کھنڈروں پر اس کی بنیاد ڈالی تھی۔ اہل اسپین نے ۱۵۰۹ء سے ۱۷۹۱ء تک وہران پر قبضہ کر کے اس کی خوب قلعہ بندی کر دی تھی۔

قدیم شہر سے بون میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ ابو عبید البکری نے بیان کیا ہے کہ شہر
تنس دریا سے دو میل کے فاصلہ پر آباد ہے اور یہ مغربی سرحد افریقیہ سے متصل واقع
ہے۔ یہاں سے وہران آٹھ منزل کے فاصلہ پر ہے اور ملیانہ تک جنوبی سمت
میں چار دن کی مسافت یہاں سے ہوتی ہے اور تاہرت تک پانچ منزل کا فاصلہ
ہے یا چھ منزل کا۔ شہر کے گرد فصیل نہایت مستحکم بنی ہے۔ شہر کے اندر ایک مضبوط
قلعہ ہے جس پر جانا دشوار ہوتا ہے۔ شہر میں جامع مسجد اور بہت سے بازار اچھے اچھے
ہیں۔ شہر کا موقع ایک پہاڑی نہر کے کنارہ پر ہے جو قبلہ کی سمت سے ایک یوم کی
مسافت پر واقع شدہ پہاڑوں سے آتی ہے۔ پھر شہر کے مشرقی سمت میں گھوم کر سمندر
میں جا گرتی ہے۔ ساحل سمندر پر بھی ایک قلعہ بنا ہے جس کی نسبت یہاں کے لوگ کہتے
ہیں کہ جدید شہر سے پہلے وہی آباد مقام تھا۔ قدیم شہر تنس اندلس کے بحری لوگوں نے
۲۹۰ھ میں تعمیر کیا تھا اور اس میں دو فریق اہل تیرہ اور اہل تدمیر نامی رہا کرتے تھے۔
تنس کے حکمران ابراہیم بن محمد بن سلیمان ابن عبداللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی
کی نسل سے ہیں۔ یہ اندلس کے جہازران لوگوں کے موسم سرما بسر کرنے کا مقام تھا جس
وقت وہ اندلس سے سفر کر کے ادھر آتے تھے تو بحری گھاٹ پر قیام کرتے تھے۔ اس ملک
کے بربر لوگوں نے اُن سے قلعہ میں سکونت رکھنے کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ تم یہاں
بازار قائم کر لو۔ چنانچہ اُسی وقت سے اس شہر کی مالی حالت کو ترقی ہوئی اور اندلس
والوں نے وہاں چار سو گھر بنا لیے۔ اسوقت یہ شہر نہایت رونق پر ہے۔ یہاں
ایک رومانی ساخت کی پانی کی نہر بھی ہے جس کی اصلاح کر لی گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے
کہ اس شہر کے قدیم باشندے جادوگری میں نہایت مشہور تھے۔ اور فرعون نے جن
ساحروں کو موسیٰؑ کے مقابلہ میں بلایا تھا وہ یہیں کے رہنے والے تھے۔

شرشیل

قدیمی نام "ایول" اور "شولیا کو ساریا" تھا اور یہ مملکت موریتانیا کے ایک حصہ کا
مرکزی شہر تھا۔ وندال قوم کے لوگوں نے اس کو برباد کر ڈالا اور اہل عرب کی ہاتھوں

صحت کے حق میں بہت خراب ہے - باشندے باہر سے پینے کا پانی لایا کرتے ہیں اور کچھ تالاب ایسے ہیں جنہیں بارش کا پانی جمع کر لیا جاتا ہے - آبادی (۲۲۰۰) آدمیوں کی ہے ۔

ارزوف

بحری شہر ہے اور صوبہ وہران میں واقع ہے اسکا موقع ایک خلیج پر ہے جو اسی نام سے موسوم ہے - اسکا قدیم نام پورتیوس دیوینی تھا اور ایسے ہی یہ ارسیناریا بھی کہلاتا تھا - الجزائر کے ملک میں یہ بہترین طبیعی بندرگاہ ہے اور اس کے قریب جوار میں جہاز رانی بہت خوبی سے ہو سکتی ہے - یہاں سے ایک ریلوے لین بھی نکلی ہے - تجارت برآمد حلفا کی ہے - آبادی (۶۰۰۰) ہوگی - اہل فرانس اسکو "ارزو" کہتے ہیں اور اس شہر میں خوشنما رومانی یادگاریں اور بڑے بڑے وسیع تالاب موجود ہیں فرانسیسی سپاہ کی ایک چھاونی بھی یہاں ہے ۔

مستغانم

اسکا قدیم نام کارتننا تھا - صوبہ وہران میں شامل اور اسکا ایک ضلع ہے - دریائے شلف کے دہانہ پر سمندر سے قریب ہی واقع ہے - آبادی (۱۲۰۰۰) ہوگی - اس شہر میں ایک مستحکم قلعہ بنا ہوا ہے اور شہر کو ایک نہر "عین صُفر" نامی دو حصوں پر بانٹتی ہوئی اس سرے سے اُس سرے تک چلی جاتی ہے - خشک پھلوں، غلّوں، اور کھالوں، کی تجارت برآمد یہاں بہت زیادہ ہے - اہل فرانس نے ۱۸۳۳ء میں اس مقام پر قبضہ کر لیا تھا ۔

تنس

یا تنز ایک چھوٹا سا بحری شہر بحیرہ روم کے ساحل پر واقع ہے - آبادی (۴۰۰۰) سے زائد ہوگی - یہ شہر صوبہ الجزائر کے علاقہ میں شامل ہے اور اس کے قریب بکثرت رومانی کھنڈرات پائے جاتے ہیں - اہل فرانس نے ۱۸۴۳ء میں اسپر تسلط کیا تھا اسی شہر کے پاس تانبے کی کانیں ہیں جنکی کھدائی جاری رہتی ہے - جدید شہر تنس

سنہ ۱۵۴۱ء میں شارلکان نے اس کی خوب قلعبندی کی اور ازاں بعد سنہ ۹۶۳ھ میں
اسپر ترکوں نے تسلط کرلیا۔ بعدہٗ سنہ ۱۸۳۳ء میں یہ فرانس والوں کے قبضہ میں داخل ہوگیا۔
اسوقت اس شہر کی آبادی (۵۰۰۰) آدمیوں کی ہوگی۔ اہل عرب کی تاریخوں میں
بیان ہوا ہے کہ اس کی بنیاد سنہ ۴۵۷ھ مطابق سنہ ۱۰۶۴ء میں ڈالی گئی تھی اور اس کو ناصر ابن
حماد بن زیری نے بنوایا تھا۔ یہ شہر عرصہ تک بنی حماد کا مرکز حکومت رہا۔ اور ناصریہ
کے نام سے موسوم ہوا۔ دُور دُور سے خشکی اور تری میں سفر کرکے لوگ یہاں آیا کرتے
تھے اس لئے تجارت کو خوب ترقی ہوئی اور یہاں کے باشندے مالدار بنگئے۔ یہاں کے
لوگ مغرب اور صحرا میں تجارت کیلئے مشہور تھے۔ یہاں ایک جہاز سازی کا کارخانہ بھی
تھا کیونکہ لکڑی اس جگہ بافراط ملتی ہے۔ یہاں کی برآمد لوہے، خوشنما آلات، پھلول، غلولہ،
تیل، اور ایک خاص قسم کی عمدہ موم تھی جسکو فرانسیسی زبان میں "بوجی" Bougie
کہتے ہیں ؎

کُول

اہل فرانس اس کو کُو کہتے ہیں اور اسکا قدیمی نام کلوبتس ماجنس تھا۔ صوبہ
قسطنطینہ کا ایک بحری بندر ہے، اسکا لنگرگاہ اعلےٰ درجہ کا ہے اور اس کے قرب وجوار
میں بہت سی قابل قدر کانیں لوہے کی موجود ہیں۔ یہ شہر رومانیوں، اور، ونڈال، کے
زمانہ میں نہایت رونق پر تھا ایک عرصہ تک یہ شہر قسطنطینہ اور تونس کے امیروں
کے مابین خودسر اور آزاد مقام بنا رہا۔ یہاں کے لوگ "جنوہ"، اور وینس والوں
سے تجارت کیا کرتے تھے۔ ترکوں نے سنہ ۱۵۲۰ء میں اسپر تسلط کیا اور پھر سنہ ۱۸۴۳ء
میں اہل فرانس نے اسکو فتح کرلیا۔ آبادی (۱۲۰۰) آدمیوں کی ہے ؎

جیجلی

صوبہ قسطنطینہ میں ایک مستحکم بستی بجایہ کے مشرقی جانب واقع ہے۔ قدیمی
نام ایجلجیاس تھا اور یہ تجارت کا ایک عظیم الشان مرکز رہچکا ہے سنہ ۱۸۵۶ء میں زلزلہ
نے اسکو برباد کرڈالا۔ ایک مستحکم قلعہ برجوں اور فصیلوں سے آراستہ یہاں اب تک

اسپر تباہی آئی۔ چنانچہ اس کے بعد اسپین کے اہل عرب نے اسکو از سر نو تعمیر کیا جبکہ
وہ اپنے ملک سے نکلکر اس علاقہ میں آئے تھے اسوقت انہوں نے یہ شہر بسایا۔ یہ شہر
انکے آباد ہونے سے ایک بڑے درجہ تک ترقی کر گیا تھا۔ اسپین کے امیر البحر
انڈریا ڈوریا نے ۱۵۳۱ء میں اس شہر پر تسلط کر لیا تھا اور پھر ۱۸۴۰ء میں اہل فرانس
نے اسکو فتح کر لیا۔ اس شہر کے قریب رومانی یادگاروں کے کھنڈر موجود ہیں اور
اس کی آبادی (۶۰۰۰) آدمیوں کی ہے +

دیلی

بحیرہ روم پر ایک مختصر سا بحری مقام ہے۔ آبادی (۱۱۰۰۰) آدمیوں
کی ہوگی۔ اس کے آس پاس بھی رومانی یادگاروں کے کھنڈرات موجود ہیں۔ اہل فرانس
نے ۱۸۴۴ء میں اسپر قبضہ کرکے اسے خوب قلعہ بند کر لیا تھا۔ یہاں کی تجارت برآمد
پھلوں اور غلّوں کی ہے +

بجایۃ

یہ بندر صوبہ قسطنطنیہ میں واقع ہے اسکا گھاٹ بہت وسیع اور محفوظ ہے
یہاں ایک کھاڑی سیدی یحییٰ نامی الجزائر کے بہترین لنگر گاہوں میں شمار ہوتی
ہے۔ اس کھاڑی کا عمق بارہ سے بیس میٹر تک ہے اور یہ کاقالوا اور کاربون نامی
دو راسوں کے مابین واقع ہے۔ اسکا موقع دریائے صمام کے دہانہ سے نزدیک
ہے جسکو وادئ ساحل بھی کہتے ہیں۔ اس شہر کے وسط سے وادی آلابزاز نامی
ایک ندی گزرتی ہے اور اسکو دو حصّوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ شہر کی حفاظت کیلئے
کئی ایک قلعے تعمیر ہیں۔ تیل، غلّوں، موم، اور اُدن، کی تجارت یہاں بہت بڑھی
ہوئی ہے۔ رومانیوں کے زمانہ میں اس مقام کی اہمیّت بہت بڑھی ہوئی تھی اور
وسطی صدیوں میں جبکہ اہل عرب کا دور تھا اسکو بہت بڑی ترقی نصیب رہی۔ اہل
عرب نے اس کی قلعہ بندی اور استحکام میں بہت بڑی کوشش سے کام لیا
تھا۔ ۱۵۰۹ء میں اسپر اہل اسپین نے قبضہ کر لیا۔ اور (۴۵) سال اسپر انکا قبضہ رہا

مشرقی حصہ کے کوہستانی علاقوں میں رہتے تھے اور مغربی قوموں کی آبادی مغرب کے حصہ میں بھی مغاربہ نے اپنے بود و باش کے خطہ میں ساحل بحر پر کئی عظیم الشان اور پُر رونق شہر آباد کیے تھے جہاں سے وہ بلاد یورپ کے ساتھ وسیع پیمانہ پر تجارتی کاروبار کر رہے تھے۔ رومانیوں نے قرطاجنہ پر سنہ ۱۴۶ ق م میں تسلط کر لیا تو پھر اس ملک کو بھی اُنہوں نے اپنے فتوحات کا آماجگاہ بنایا اور تسخیر کر کے کئی ایک مستحکم قلعے یہاں تعمیر کیے تاکہ پہاڑی بربر لوگوں کے حملوں سے اپنا مفتوحہ علاقہ محفوظ رکھ سکیں۔ یہہ پہاڑی بربر اُس زمانہ میں بڑے جنگجو لوگ تھے اور اُسی وقت پر کیا منحصر ہے آج بھی اُنمیں وہ خونخواری کا مادہ بخوبی موجود ہے۔ لہذا رومانیوں کو انکی طرف سے ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا۔ چنانچہ اُن رومانی کھنڈروں کے آثار آجتک اس ملک میں پائے جاتے ہیں۔ رومانیوں کا سایہ حکومت اس ملک سے اُٹھ گیا تو اُنکی جگہ ونڈال قوم کو فرمانروائی نے لی اور وہ سنہ ۵۳۳ء تک اس سرزمین پر قابض رہے۔ ازاں بعد مشہور رومی جنرل بلیزیر۔ یا۔ بلیزاریوس نے اس ملک کو مشرقی رومن امپائر کے لئے فتح کر کے اُس کے قلمرو میں شامل کر لیا اور اس حکومت کے اثناء میں جیسا جیسا ضعف یا قوت کا زمانہ سلطنت قسطنطنیہ پر آتا تھا ویسا ہی اس ملک کے تسلط پر اثر پڑتا تھا۔ بلاد الجزائر کی یہی حالت سیدنا عثمان بن عفان رضؓ کے عہد خلافت تک قائم رہی یہانتک کہ خلیفہ ممدوح نے اپنے عامل مصر "عبداللہ بن سعد" کو اس ملک پر فوجکشی کرنے کی اجازت عطا کی اور وہ سنہ ۲۷ھ میں بیس ہزار فوج کے ساتھ افریقہ پر حملہ آور ہوا اور متعدد خونریز لڑائیوں کے بعد اسپر قابض ہو گیا۔ چونکہ ان فتوحات اور معرکوں کا حال تاریخ عرب اور مراکش میں مفصل طور سے بیان ہو چکا ہے لہذا ہمکو اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی افریقہ کو فتح کر لینے کے بعد ایک زمانہ تک فتوحات کا سلسلہ رکا رہا اور پھر عقبہ بن نافع کے عہد امارت میں مسلمانوں نے اس اطراف کے دیگر ممالک کو فتح کر لیا۔ عقبہ بن نافع نے مملکت تونس کے علاقہ میں شہر قیروان کی بنا ڈالکر اسے عربی فاتح سپاہ اور حکمران جماعت کا مستحکم ملجا اور جائے پناہ بنایا جہاں اُنکے بال بچے اور مال و خزانہ کو بوقت

موجود ہے۔ اس کے لنگر گاہ کے گرد مشرق سے مغربی جانب تک ایک لائن پتھریلی چٹانوں کی اس طرح ممتد ہوتی چلی گئی ہے کہ وہ لنگر گاہ کو شمالی ہوا کے خطرہ سے محفوظ بنا دیتی ہے۔ اس لین کے سرے پر بلند چٹانیں ابھری ہوئی ہیں اور انپر ایک لائٹ ہوس جہازوں کی رہنمائی کیلئے بنا ہے۔ اِن دنوں فرانسیسیوں نے اس چٹانوں کی لین میں جو خلل اور شگاف تھے انکو مسدود کرنے اور ایک پختہ گھاٹ بنانے کا کام شروع کر دیا ہے تاکہ اسکے لنگر گاہ میں بڑے جہازات بھی ٹھیر سکیں۔ کیونکہ اس کے گھاٹ کا عمق بیس میٹر ہے۔ اہل فرانس نے اس بندرگاہ پر ۱۸۳۹ء میں قبضہ کر لیا تھا۔ اور یہاں کی تجارت بہت وسیع ہے۔

مذکورہ بالا بندرگاہوں اور گھاٹوں کے علاوہ بلاد الجزائر میں چند گھاٹ اور بھی ہیں مگر انکو کچھ اہمیت حاصل نہیں۔ مثلاً مرسیٰ ندیتون وغیرہ۔ اور اسی واسطے ہمنے انکا ذکر چھوڑ دیا۔

---

(۲) دوسری فصل

تاریخی تمہید

یہ ملک ۱۸۳۰ء مطابق ۱۲۴۷ھ تک مملکت عثمانیہ کا ایک صوبہ اور ترک حکام کے زیر حکومت تھا اسکا موقع بر اعظم افریقہ کا وہ شمالی پہلو ہے جو کہ مشرقی سمت سے تونس اور مغربی جانب سے بلاد مغرب کے مابین پڑتا ہے۔ مورخین نے بیان کیا ہے کہ الجزائر کے قدیم ترین باشندوں کے جو حالات ہمکو معلوم ہوئے ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں نارمنڈی والوں اور زناتہ اور صنہاجہ قبائل کے مغربی لوگوں کی بستی تھی یا اُنہی کے مانند دوسرے بربر لوگ اس ملک میں بود و باش رکھتے تھے۔ نورمنڈی والے

سب سے بڑا اور عمدہ شہر بنا دیا۔ ازاں بعد بنی زیان اور اہل اسپین کے مابین لڑائی کی آگ مشتعل ہوگئی۔ اہل اسپین اندلس کے صوبوں میں پے در پے فتوحات حاصل کرتے جاتے اور مسلمانوں کو وہاں سے نکال رہے تھے اس اثنا میں بہت سے مسلمانان اندلس بلاد الجزائر میں آکر سکونت پذیر ہوگئے اور انہوں نے اہل الجزائر کے ساتھ شریک ہوکر اہل اسپین کے وحشی اور ظالمانہ برتاؤ کی کسر نکالنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ ۸۵۶ھ میں اور اسکے بعد اندلس کے تارک الوطن مسلمانوں نے الجزائر کے بحری کارناموں میں مشہور باشندوں کے ساتھ بحیرہ روم میں نصاریٰ کے جہازوں پر چھاپے مارنے شروع کردیئے اور خاصکر اسپین والوں کے جہازوں کا انکے ہاتھ سے بچکر نکل جانا محال بنگیا۔ اسوجہ سے بحیرہ روم میں اہل یورپ کو جہازرانی کی سخت مشکل لاحق ہوگئی اور بحری قزاقوں نے اس سمندر کے ہر ایک حصہ میں وہ اودہم مچایا کہ اسپین والوں نے مجبور ہوکر شہر بونہ پر ۸۷۶ھ میں تسلط کرلیا اور وہاں اپنی بحری طاقت کا اہم اسٹیشن بناکر اپنی تجارت کی حفاظت شروع کردی۔ ۹۱۵ھ میں اسپین کے نامور امیر البحر کردنیال شیمنس نے پہلے وہران اور پھر شہر الجزائر کو بھی اپنے قبضہ میں لیلیا اور اس طرح تمام ملک ہی اسپین والوں کے قابو میں چلا گیا۔ اہل اسپین نے یہاں قلعے اور فوجی چھاونیاں بھی بنالیں۔ مگر انکے بادشاہ فرڈی نینڈ کی موت سے کچھ ہی قبل علاقہ متیجہ (۱) کے امیر نے عروج پاشا باربروس کو اپنی امداد اور کمک پر بلالیا۔ عروج پاشا۔ خیر الدین باربروس کا بھائی اور اس زمانہ کے بحری قزاقوں کا سب سے بڑا سردار تھا اور بحیرہ روم میں اس کی جنگی کارروائیوں نے زلزلہ ڈال رکھا تھا۔ چنانچہ عروج نے آکر اہل اسپین کو شہر الجزائر سے نکال دیا اور اسکا بیان بعد کی فصل میں تفصیل کے ساتھ کیا جائیگا۔

(۱) متیجہ۔ صوبہ الجزائر میں ایک وسیع میدانی علاقہ ہے یہ جنوب کی طرف کوہستان اطلس کے دو سلسلوں کے مابین واقع ہے اور سرسبزی میں نہایت مشہور آفاق مقام ہے اہل عرب نے اس کی زرخیزی کی لحاظ سے اسکو ام الفقیر کا لقب دیا تھا۔

ضرورت محفوظ کرنے کے لئے رکھا جا سکتا تھا۔

اسلامی فتوحات کے بعد سے اِن سرزمینوں کے باشندوں میں تمدن اور تہذیب کی نورانی شعاعیں پھیلنے لگیں اور اُنکی ذہنی اور دماغی قوتوں میں دین اسلام کی پابندی سے ایک طرح کا اُبھار پیدا ہؤا۔ مگر بادیہ نشین اور خانہ بدوش قبائل اُسی طرح پہاڑی علاقوں میں اپنی اگلی حالت پر باقی رہے اور وہی وحشت اور جہالت اُنپر طاری رہی جو کہ عرصہ سے چلی آتی تھی۔ یہانتک کہ خلفائے بنی امیہ کی فتوحات وسیع ہوئیں اور اُنہوں نے اسپین کی سرزمین میں داخلہ کرکے ایک بڑی زبردست حکومت کا سنگ بنیاد نصب کردیا کہ عزت، قوت، ثروت، اور حضارت وغیرہ کے اعتبار سے وہ حکومت اُن ایام میں دنیا کی اوّل درجہ کی حکومت ہوئی، اور یہ ممالک زمانہ دراز تک اموی خلفا ہی کے زیر حکومت رہے۔ یہانتک کہ عباسی حکومت کا قیام ہؤا اور اُس کے عہد میں بلادالجزائر حکومت بنی زیری کے زیر سایہ مستقل سلطنت کی شکل میں آگئے۔ اِس سلطنت کا بانی امیر بلکین بن زیری بن مناد صنہاجی تھا۔ اِس خاندان نے ۳۶۱ھ سے ۵۴۳ھ تک سرزمین الجزائر میں آزادانہ حکومت کی اور کسی کے ماتحت بنکر نہیں رہے۔ ذال بعد ۵۴۷ھ میں (۱۱۴۸ء) بلادالجزائر پر روجیر دوم نورمانڈی شاہ صقلیہ نے تسلط کرلیا اور پھر ۵۵۲ھ مطابق ۱۱۵۹ء میں مراکش کی حکومت موحدین نے الجزائر کو اپنے قابو میں کرلیا اور اِس سلطنت کے عہد میں الجزائر کے تمام سواحل طاقتور جنگی جہازوں سے بھرے رہا کرتے تھے اور بحیرۂ روم میں موحدین کی بحری طاقت کے روبرو کسی کی دال نہیں گلتی تھی۔ اُس زمانہ میں جنگی جہازوں کا اجتماع بندرگاہ بجایہ میں ہؤا کرتا تھا اور یہ ملک موحدین کے زیر حکومت ۶۶۹ھ تک رہا پھر سال مذکور میں حکومت بنی زیان یعنی فاس کے فرمانرواؤں کی گورنمنٹ نے اِس ملک پر قبضہ کرلیا اور موحدین کو اِس سرزمین سے نکالکر شہر تلمسان میں اپنا دارالحکومت قائم کیا۔ بنی زیان صنہاجی قبائل کے افراد تھے اُنہوں نے شہر تلمسان کو شاندار محلوں اور سرسبز باغوں کی تیاری سے دلہن کی طرح آراستہ کردیا اور اُسکو ممالک مغرب کا

چھڑا کر انہیں اپنی بحری فوج میں شریک کر لیا - اس طرح خیرالدین کی سپاہ بھی زائد ہو گئی
اور اب اُس نے جزیرہ منورقہ کو تاک کر اُس پر حملہ کر دیا - خیرالدین نے منورقہ کے
مستحکم قلعہ کو بڑی جوانمردی کے ساتھ فتح کیا اور وہاں جسقدر جنگی آلات اور مال و متاع
تھا سب اپنے قابو میں لے لیا - اس کے علاوہ اُس نے اس فتح میں بہت سے
اسپین والوں کے جہازات بھی گرفتار کر لئے تھے اور اس طرح وہ مظفر و منصور ہو کر تونس
کو واپس آیا تو یہاں اُس نے اپنے بھائی اوروج کو تندرست دیکھا - خیرالدین بھائی کی
صحت یابی پر بیحد مسرور ہوا اور دونوں بھائیوں نے اموال غنیمت کا وہ حصہ جو کہ حکمران
خاندان بنی حفص کے لئے بحسب شرائط قرار دیا تھا - الگ نکالکر باقی خود باہم بانٹ لیا - اسی
اثنا میں جنیوا کی جمہوری حکومت نے ایک بڑا جنگی بیڑہ تیار کر کے خیرالدین اور اوروج
کے مقابلہ اور سرکوبی کے لئے ارسال کیا تھا اور خیرالدین نے اس بیڑہ کو بھی بُری طرح شکست
دی اُس نے غنیم کے چھ جہاز گرفتار کر لئے اور بہت سے جہازوں کو جلا کر بیکار اور غرق
کر دیا - پھر وہ بیشمار غنائم لیکر بندرگاہ جربہ میں واپس پہنچا اور وہاں آرام لیکے اُس نے
اپنے ضرر رسیدہ جہازوں کی مرمت کی (۱۵۱۹ء) - اسکے بعد اوروج کپتان اپنے
بیڑہ کے ساتھ بہت سے ساحلی مقاموں کو دھمکیاں دیتا ہوا مع اپنے بھائی خیرالدین
کے بلاد الجزائر کے سواحل میں سے قلعہ جیجلی پر حملہ آور ہوا اور اسکو اہل جنیوا کے
ہاتھوں سے چھین لیا - اس حملہ میں خشکی کی سمت سے عرب کے قبائل نے اوروج
کی بہت بڑی مدد کی تھی کیونکہ وہ اہل جنیوا کی بدسلوکیوں سے سخت ناراض تھے - لہذا
اوروج کو اس قلعہ کا فتح کرنا اور بھی آسان ہو گیا اور اُس نے قلعہ کا تمام مال و متاع اور
سامان جنگ لوٹ لیا - یہاں سے جسقدر مال غنیمت حاصل ہوا تھا اُس میں سے خیرالدین
نے عمدہ عمدہ شاہوں کے حضور میں پیش کرنے کے قابل چیزیں منتخب کرلیں اور اُن
تحائف کو ایک جہاز میں بھر کر قلعہ جیجلی کی کنجی سمیت آستانہ علیہ کی طرف ارسال کر دیا - خیرالدین
نے یہ تحفہ سلطان سلیم خان کے حضور میں بھیجا تھا - اسی اثنا میں کپتان اوروج فوت ہو گیا
اور اب اُنکا بھائی خیرالدین تنہا باربروس کے لقب سے تمام جنگی بیڑہ اور قزاقوں کی

تیسری (۳) فصل

خاندان باربروس اور اسکا الجزائر پر قبضہ کرنا

اس خاندان کے ظہور اور سرنام ہونے کے بعد کپتان اُورُوج (عروج)
خیرالدین کے بھائی نے ایک زبردست بیڑہ لیکر شہر تونس پر حملہ کیا اور وہاں کے
سلطان محمد الحفصی سے بہت سی اپنے مفید شرطوں پر صلح کر لی۔ از انجملہ ایک شرط
یہ بھی تھی کہ سلطان مذکور اُوروج کو ایک بحری بندرگاہ حوالہ کر دے تاکہ وہ اُس میں
اپنی کشتیوں اور جہازوں کو مقیم کر سکے۔ اُوروج نے اس رعایت کے مقابلہ میں سلطان
محمد کو اپنی لڑائیوں میں حاصل ہونے والے مال غنیمت کا پانچواں حصہ دینے کا وعدہ کیا
تھا اور حفصی سلطان نے اس بات کو مان لیا۔ پھر اس کے بعد اُوروج کا بھائی خیرالدین
بھی کچھ دنوں پیچھے اپنے جہازوں کے ساتھ آکر اُوروج کے شامل حال ہوگیا۔ اب ان
دونوں بھائیوں نے سمندر میں گشت لگانا اور اسپین، اٹلی، اور دیگر بلاد یورپ کے
تجارتی جہازوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ انکو جس وقت جیسا موقع ملتا تھا ویسا برتاؤ کرتے
کبھی جہازوں ہی کو پکڑ لاتے اور کسی وقت انکا مال واسباب لوٹ لاتے۔ خیرالدین اور
اُوروج کے بحری حملوں نے اسپین اور اٹلی والوں کے دلوں میں انکا رعب قائم کر دیا
اور خصوصاً اسپین کے لوگ ان دونوں بھائیوں کے نام کا پنپنے لگے۔ سنہ ۹۱۸ھ میں
کپتان اُوروج نے چار جنگی جہازوں کے ساتھ قلعہ بجایہ پر حملہ کر کے اُسے اہل اسپین
سے چھین لیا۔ اُوروج اس لڑائی میں زخمی ہوگیا تھا اسواسطے خیرالدین نے اُسے
علاج کی غرض سے تونس روانہ کر دیا اور اب وہ خود تنہا اپنے جنگی بیڑہ کی کمان
ہاتھ میں لیکر اسپین کے سواحل پر حملہ آور ہوا۔ اس حملہ میں بھی خیرالدین کو کامیابی حاصل
ہوئی اور اُس نے بہت سے عرب تارک الوطنوں کو اسپین والوں کی قید سے

ایک سخت جنگ درپیش تھی اور اس کی وجہ سے وہ خیرالدین کے مقابلہ پر زائد فوج نہیں لا سکتے تھے۔ اس موقع سے خیرالدین نے خوب فائدہ اٹھایا۔ اس نے الجزائر کے ملک میں بخوبی نظام حکومت قائم کرلیا اور اس عجیب و نادر طریقہ سے اس نے سلطنت کا انتظام کیا جسکی مثال اس سے قبل کسی فرمانروا کے عہد میں نظر نہیں آئی تھی۔ پھر اسکے سامنے بحری جنگ اور ڈاکہ زنی کا میدان بھی بالکل صاف ہوگیا تھا اور وہ بڑی مستعدی کے ساتھ اپنے قلمرو کی حدود کو بڑھاتا جارہا تھا۔ اس نے الجزائر کے قلمرو کو افریقہ کے اندرونی علاقوں تک بڑھا لیا۔ اور بہت کچھ نام و نمود پیدا کرلی +

چوتھی فصل

سواحل بربر کا ترکوں کی اطاعت میں آنا

۹۲۶ھ مطابق ۱۵۱۹ء میں بلاد الجزائر سلطان سلیم اوّل کے قبضہ میں آچکے اور اس کی خبر ان عربی قوموں میں مشہور ہوئی جو کہ بلاد بربر میں سکونت رکھتی تھیں یا اس کے آس پاس ملکوں میں رہتی تھیں تو اندلس کے عرب باشندوں نے دولت عثمانیہ کو اپنی قابل رحم حالت سنا کر اس سے کمک مانگی مگر اتفاق سے اسی اثناء میں ۱۵۱۹ء میں سلطان سلیم دنیا سے رحلت کرگیا اور اسکی جگہ سلطان سلیمان قانونی نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ اہل اندلس کی درخواست اسی کے روبرو پیش ہوئی اور سلطان سلیمان کو رحم آگیا۔ اس نے مصمم ارادہ کیا کہ ایک قوی فوج انکی کمک اور دستگیری کے لئے ارسال کریگا اور انہیں ان آفتوں سے نجات دلائیگا۔ یہ خبر گورنمنٹ اسپین کو پہنچی تو وہاں سخت تدابیر اختیار کی جانے لگیں اپنے تئیں ان امرائے پروٹسٹنٹ سے مخالفت کا

فوج کا افسر بنگیا ✤

اسقدر نمایاں فتوحات حاصل کرنے کے بعد کپتان خیرالدین نے الجزائر کی عرب قبائل اور مشہور سردار سلیم تمیؔ کے ساتھ ایک اتفاق و دوستی کا معاہدہ کرلیا - یہ سردار علاقہ متیجہ پر حکمران تھا - اور خیرالدین نے شہر الجزائر پر تسلّط کرنے کی تیاریاں کردیں - الجزائر بھی اسوقت اسپین والوں کے قبضہ میں تھا - بحری سمت سے خیرالدین کا جنگی بیڑہ اور خشکی کیطرف سے امیر سلیم التمیؔ کی سپاہ اور عرب قبائل کی جمعیت نے شہر الجزائر پر حملہ کیا اور نہایت خونریز جنگ کے بعد خیرالدین نے شہر کے قلعوں پر بزور شمشیر قابو کرلیا - اس کے بعد شہر صلح کے ساتھ فتح ہوگیا - اثنائے فتوحات میں امیر سلیم تمیؔ زہر خورانی سے فوت ہوگیا تھا اور اسکا بیٹا موجودہ شورش کو دیکھکر خوف سے اسپین کے ملک میں بھاگ گیا - چنانچہ اب الجزائر کا شہر بلا شرکت احدے صرف خیرالدین کے ہاتھوں میں رہگیا ✤

یورپ کے مؤرخین نے یہ بیان کیا ہے کہ اوروج ہی نے سنہ ۹۲۲ھ مطابق ۱۵۱۶ء میں الجزائر پر حملہ کرکے اُسے فتح کرلیا تھا اور اُس نے اہل اسپین کو اس شہر سے نکالدینے کے بعد امیر سلیم مذکور کو قتل کرڈالا تھا اور تنہا اس شہر اور اس کے ماتحت ملک پر مسلط بن بیٹھا - پھر اسی کے کچھ عرصہ بعد اُس نے تنس اور تلمسان کے شہروں پر بھی تسلط کرلیا اور سنہ ۱۵۱۷ھ میں پورے ملک الجزائر کا حاکم ہوگیا - جس کے بعد سنہ ۱۵۱۸ء میں اہل اسپین نے اوروج کو زک دیکر اُسے معرکۂ جنگ میں قتل کرڈالا اور یہ حالت دیکھکر اوروج کے بھائی اور قائم مقام خیرالدین باربروس نے سلطان سلیم اوّل سے کمک طلب کی اُسکی اطاعت مان لی - سلطان سلیم اوّل نے خیرالدین کو شہر الجزائر کا پاشا (گورنر) مقرّر فرماکر ایک گروہ ترکی سپاہ کا اور ایک جنگی جہاز عثمانی بحری افسر کے زیر کمان اُس کی امداد کے لئے ارسال فرمایا - یہ کمک آگئی تو خیرالدین کو اہل اسپین کے پسپا بنانے کا موقع ملا اور اب اُس نے اپنے تئیں بلاد الجزائر میں حاکم مسلط بنالیا - خیرالدین اپنے بھائی اوروج سے بہت زیادہ خوش نصیب نکلا کیونکہ اُس نے اسپین والوں سے کسی لڑائی میں مطلق نیچا نہیں دیکھا اور اسکی وجہ یہ تھی کہ آئندہ لوں اہل اسپین کو خاص یورپ ہی میں

اور سلطان نے اُس کی عقیدتمندی اور اظہار ارادت سے خوش ہو کر اُس کو پاشا کا
ممتاز لقب عطا کیا اور سرائے احمد پاشا کے محل میں اُسکو ٹھیرانے کا انتظام کیا۔ خیرالدین
نے وزیران مملکت عثمانیہ کے ساتھ اہل اسپین کے بارہ میں مشورہ کرنا شروع کر دیا
اور پھر وہ حکم سلطانی پا کر شہر حلب کو گیا تاکہ صدر اعظم ابراہیم پاشا سے بھی اس بارہ
میں رائے لے۔ اور جبوقت خیرالدین پاشا صدر اعظم کے پاس سے آستانہ میں واپس
آگیا تو سلطان نے حکم صادر فرمایا کہ ایک زبردست جنگی بیڑہ اُس کے ساتھ کیا جائے
تاکہ وہ اپنے جہازوں کے ساتھ اس بیڑہ کو شامل بنا کر غنیم پر حملہ کرے۔ اس حکم کی
تعمیل بہت ہی جلدی کی گئی اور عثمانی جنگی جہازات درست اور اسلحہ وغیرہ سے آراستہ
ہو گئے اور اُنپر سپاہ بھی مامور ہو گئی۔ اِن جہازوں کی تعداد مجموعی (۶۱) تھی۔

شارلکان کا الجزائر پر حملہ کرنا اور ناکام رہنا

خیرالدین پاشا کو آستانہ میں دیکھکر شارلس پنجم شاہ اسپین نے یہ موقع غنیمت
خیال کیا اور وہ فوراً الجزائر پر تسلط کرنے کے عزم سے اسپر حملہ آور ہوا۔ لیکن حسن آغا
نے اُسے بُری طرح ہزیمت دیکر بھگا دیا اور اس شکست کا حال بعض یورپین مورخین نے
یوں بیان کیا ہے "خیرالدین اور اُس کے نائب حسن آغا نے بحیرہ روم میں سفر کرنے
والے یورپین جنگی جہازوں پر پے در پے فتوحات حاصل کر کے تمام جنوبی یورپ کی ساحلی
مقامات پر حملے کرنے شروع کر دئیے اور اُنکی حملہ آوری کا سلسلہ روز بروز بڑھتا ہی چلا گیا
اُسوقت اہل فرنگ کی بحری شوکت ٹوٹ گئی اور وہ اپنی سوداگری اور جنگی بیڑوں کی تباہی
سے سخت خائف ہو چلے۔ شارلکان کی رعایا پے در پے اُس کے پاس اپنی بربادی کی
شکایتیں لاتی رہی اور اُس کو توجہ دلاتی رہی کہ خود آپکی مصلحتیں اور انسانیت کا احساس
دونوں اس بات کی متقاضی ہیں کہ آپ الجزائر کے بحری غارتگروں کا قلع قمع کر دیں کیونکہ
جسوقت سے شارلکان نے تونس پر حملہ کیا تھا اُسوقت سے برابر سواحل الجزائر بحری
حملہ آوروں کی جائے پناہ بنے ہوئے ہیں اور ان یورپ والوں کے سخت دشمنوں

معاہدہ کر لینے کی کوشش شروع کر دی اور فرانس کو جو اُسکا نہایت سخت دشمن تھا اپنا حلیف بنانے کی سعی کی۔ سلطان سلیمان نے کپتان سنان پاشا کو خیرالدین کی پاس اس بارہ میں مشورہ کرنے کے لئے بھیجا اور اُسکو دربار میں طلب بھی کیا تاکہ اُس سے زبانی گفتگو اور مشورہ کر سکے۔ اسپین کی حکومت نہیں چاہتی تھی کہ خیرالدین کے تعلقات دولت عثمانیہ کے ساتھ مستحکم ہوں لہذا اُس نے الجزائر پر حملہ کرنے کا قصد مشہور کرا دیا اور یہ خبر الجزائر کے اُن اسپین والے اسیران جنگ کو ملی جو کئی ہزار کی تعداد میں تھے اور الجزائر کے بندرگاہوں میں کام کرتے تھے تو وہ خوشی سے پھولے نہ سمائے اُنہوں نے شورش اور سرکشی کے آثار ظاہر کر دئے اور اسپین کا مطلب پورا ہو گیا کیونکہ اُس کے خیال میں ایسی حالت دیکھکر خیرالدین اپنا ملک خالی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ خیرالدین نے قیدیوں کی شرارت کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ اور اُس نے سلطانی اطاعت کو مقدم جانا مصلحت وقت کے لحاظ سے باغی اسیران جنگ کا اُس نے یہ انتظام کیا کہ اُنہیں قتل کرا ڈالا اور اُن قیدیوں میں ایک بیٹا جزیرہ روڈس کے بادشاہ کا بھی تھا پھر اُس نے اپنا نائب امیر حسن آغا طواشی کو مقرر کیا۔ یہ امیر بڑا کاروان شخص اور اعلیٰ درجہ کا بحری افسر تھا اُس نے کئی لڑائیوں میں یورپ والوں کو بری طرح زک دی تھی اور خیرالدین اُسپر بہت بجا اعتماد کرتا تھا۔ حسن آغا کو الجزائر میں اپنا خلیفہ بنا کر خیرالدین نے چالیس جہازوں کو نفیس تحائف سے بھرا اور آستانہ علیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستہ میں اُس نے رسد وغیرہ لینے کی غرض سے جزیرہ سسلی کی طرف رُخ کر دیا۔ اور جنیوا والوں کے بعض ماتحت ساحلی مقاموں پر چھاپے مارتا اور کچھ فرنگیوں کی ڈاکہ زنی کی کشتیاں چھینتا اور گرفتار کرتا۔ بندرگاہ نادارین میں کپتان احمد پاشا ترک امیر البحر سے ملا۔ یہ امیر البحر عثمانی جنگی بیڑہ کے ساتھ قلعہ قوردان کی کمک پر جا رہا تھا۔ اور پھر خیرالدین نے نادارین سے کوچ کر کے قسطنطنیہ کے لنگرگاہ میں لنگر ڈالا اور دربار سلطانی میں حاضر ہو کر اطاعت کا اظہار کیا۔ خیرالدین نے تحائف کے ساتھ مزید اطاعت ظاہر کرنے کے لئے شہر الجزائر کی کنجیاں بھی سلطان سلیمان کو نذر دیں۔"

اوڈنا موری کے خیال سے شارلکان کے ساتھ چلنا پسند کیا۔ جزیرہ مالٹا کے نائٹوں کا
گروہ جسکا مدعا بحری اور بری دنیا سے مسلمانوں اور مذہب اسلام کا نام تک محو کر دینا
تھا اسکو شارلکان کے حملہ آور ہونیکا عزم معلوم ہوا تو اُس نے بھی دو ہزار کے قریب
اپنی فوج شارلکان کی کمک کے لئے ارسال کی۔ شارلکان (۳۷۰) جہازات کا زبردست
بیڑہ لئے ہوئے سواحل الجزائر کے قریب پہنچا ہی تھا کہ باد مخالف کے تیز و تند جھونکوں
نے سمندر میں تلاطم ڈالدیا اور بڑی مشکلوں سے ہوا کا زور کم ہوتے ہی شارلکان نے
جھٹ پٹ ساحل الجزائر کے قریب کچھ سپاہ خشکی میں اُتار دی۔ اُسے فوج اُتارنے
میں کوئی مزاحمت نہیں پیش آئی اور اسپین کی سپاہ نے نہایت جوش و خروش کے
ساتھ شہر الجزائر پر پیشقدمی کر دی امپراطور شارلکان کی فوجی جمعیت اسقدر قوی تھی اور
اسکے بالمقابل حسن آغا کے پاس صرف پانچسو ینگچری سپاہی اور (۵۰۰۰) شہر
کے باشندے تھے جن میں سے نصف لوگ خاص الجزائر کے رہنے والے تھے اور
آدھے آدمی غرناطہ کے باشندے تھے جو اب یہاں آکر آباد ہو گئے تھے۔ حیرت کی
بات ہے کہ حسن آغا نے باوجود اسقدر ناکافی فوج رکھنے کے شاہنشاہ شارلکان کا
مطالبہ نہایت حقارت اور بے پروائی کی شان سے مسترد کر دیا کیونکہ شہنشاہ مذکور نے
اُس سے اطاعت مان لینے کا پیغام دیا تھا۔ حسن آغا نے اپنی مختصر سپاہ کو آراستہ
کر کے میدان میں قدم نکالا اور قلعہ بند ہو کر نہیں بیٹھا۔ حسن آغا کی یہ کارروائی سخت
حیرت انگیز تھی اور اسکا اثر دشمنوں کی جمعیت پر بھی پڑا کیونکہ انہوں نے خیال کیا کہ ان
تھوڑے سے آدمیوں میں کوئی بات تو ایسی ہے جس نے انکو ہمارے کثیر گروہ کا
مقابلہ کرنے پر جری بنا دیا ہے۔ میدان جنگ آراستہ ہوا اور طرفین کے جنگجو داد
مردانگی دینے لگے۔ حسن آغا فنون جنگ کا اتنا بڑا ماہر تھا کہ اُس نے اپنی سپاہ کو
خاص قاعدے سے لڑا کر اسپین کی زبردست فوج کو بری طرح ہزیمت دی اور
ہزاروں لاشیں میدان میں بچھا دیں۔ ادھر خشکی میں اسپین کی سپاہ پر یہ آفت
نازل ہو چکی تھی کہ اسکے بعد ہی سمندر میں بیڑہ جہازات بھی مبتلائے آفت ہوا۔ طوفانی

کی سرکوبی واجب ہے۔ شارلکان نے کچھ تو ان شکایتوں کی بنیاد پر اور کسی قدر اپنی
اُس ناموری کو بڑھانے کی لالچ سے جو کہ اُس نے پہلی مرتبہ بلاد افریقہ پر حملہ کرکے کامیاب
رہنے میں حاصل کی تھی الجزائر پر حملہ کرنے کی تیاری کردی اور قبل اسکے کہ وہ شہر
مڈریڈ پایۂ تخت اسپین سے روانہ ہو اُس نے اٹلی ہالینڈ، وغیرہ یورپین ممالک
میں فرمانات ارسال کردئیے کہ وہ بھی اپنے جنگی جہازوں کو مسلح کرکے ایک زبردست
فوج جمع کر رکھیں اگرچہ شارلکان کے خیرخواہوں نے اُسے اِس ارادہ سے باز رکھنے
کی کوشش کی لیکن اُس نے کسی کی بات نہیں سُنی اور اپنے عزم میں فتور نہیں آنے دیا
اُس کے ہواخواہوں نے یہ کہا کہ غنیم کا ارادہ آپکے ملک پر حملہ آور ہونیکا مشہور ہوچکا ہے اگر
اِس حالت میں آپ افریقہ کے سواحل پر حملہ کرنے جائینگے اور اپنے ملک کو غیر کے حملہ سے
بچانے کا اہتمام نہ کرینگے تو دنیا یہی کہیگی کہ سلطنت کا بچاؤ کرنے کی طاقت نہ تھی اسلئے
بہانہ ڈھونڈھنے کو خود غیر ملک پر حملہ کردیا۔ شارلکان نے ان قابل قدر نصائح پر
مطلق توجہ نہیں کی اور گو وہ در اصل سلطان ٹرکی سے قوت و شوکت میں بہت ہی کم تھا
پھر بھی اُس نے اپنا ارادہ نہیں چھوڑا۔ پوپ پال کی فہمائش کا بھی اُس نے خیال نہ کیا اور نہ
امیر انڈریا ڈوریا مشہور یورپین امیرالبحر کا قول اُس کے ذہن میں آیا کیونکہ اس تجربہ کار بحری
افسر نے اُسے اصرار کے ساتھ بحری حملہ کرنے سے روکنا چاہا اور کہا تھا کہ موسم خزاں کی
باد و باران کا زور شور ایسا ہے کہ آپ سواحل الجزائر کے قریب جہازوں کو قائم نہ رکھ
سکینگے۔ شارلکان کی طبیعت میں [illegible] داخل ہوچکا تھا جو ارادہ اُس نے کیا اُس سے
بازآنیکا نام ہی نہیں لیتا تھا اور اسی واسطے اُس نے کسی کی نصیحت بھی نہیں مانی بلکہ
اس نصیحت نے اور بھی اُس کے عزم کو پختہ ہی بنادیا۔ شارلکان نے [illegible] جمع کئے وسطی
اسپین، اٹلی، اور جرمنی کے ملکوں سے بیس ہزار پیدل اور دو ہزار سوار سپاہ تیار کئے
اس سپاہ میں بہت بڑا حصہ جنگ آزمودہ اور فنون جنگ [illegible] و تجربہ [illegible] کے قواعد
سے بخوبی واقف لوگوں کا تھا۔ اور خود امیرالبحر شارلکان کے ساتھ بھی [illegible] ۱۲۰۰ کے قریب
اسپین اور اٹلی کے بڑے اشراف اور معزز لوگوں کا جتھا موجود تھا جنہوں نے صرف عزت

کردی۔ شارلکان شکستہ خاطر اور پریشان طوفان کے خطرہ سے سخت دقتوں میں پھنسکر کئی ہفتوں تک بندرگاہ بجایہ میں مقیم رہنے پر مجبور رہا اور جب سمندر کا تلاطم کم ہوا تو اُس نے اسپین کی طرف سفر شروع کیا +

خیر الدّین پاشا کا دولت علیہ کی خدمت میں مصروف ہونا اور اُسکی طرف سے الجزائر کے حُکّام کا تقرر

خیر الدین پاشا آستانہ علیہ میں پہنچا تو سلطان سلیمان نے قبودانیت یعنی وزیر جنگ اور امیر البحر اوّل کا عہدہ اُسی کو عطا کردیا اور الجزائر کی حکومت پر رئیس صالح بک کا تقرر کیا گیا۔ اس والی نے مملکت الجزائر میں پہنچکر جنگی قلعہ جات کی درستی، الجزائر کے لنگرگاہ اور بحری گھاٹ کی توسیع پر توجہ مبذول کی۔ اسی اثنا میں شارلکان نے ایک جنگ میں شاہ فرانسوا اوّل فرمانروائے فرانس پر فتح حاصل کی اور فرانسوا اوّل نے دولت علیہ سے جنگی کمک طلب کی۔ اور دولت علیہ نے گورنمنٹ فرانس کے ساتھ شاہنشاہ شارلکان کے برخلاف ایک معاہدہ اتحاد کرلیا۔ اسی سلسلہ میں ہر دو حکومتوں کے مابین ایک تجارتی معاہدہ بھی کیا گیا جسمیں منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ اُس معاہدہ کا اثر تمام عثمانی قلمرو میں ایکساں ہوگا اور الجزائر بھی دولت علیہ کی املاک شمار کیا گیا پھر فرانس نے اسی معاہدہ کی رُو سے الجزائر کے رہنے والوں سے تجارتی لین دین شروع کردیا۔ اور بندرگاہ عنابہ میں دو فرینچ تاجروں کی کوٹھیاں تعمیر کرنے کی اجازت گورنمنٹ عثمانیہ سے لی۔ زاں بعد باقی دول یورپ سے جسقدر تجارتی معاہدات ہوئے اُن سبھوں میں الجزائر کو ترکی املاک تسلیم کیا گیا یہاں تک کہ اِن معاہدات کے بعد سے جسقدر مشکلات اس ملک کے بارہ میں پیش آتی تھیں۔ اُن سب کی بابت براہ راست

ہوا نے یورپین بیڑہ جہازات کی وہ خبر لی کہ پندرہ بڑے جنگی جہاز اور ایک سو چالیس بار برداری کے جہازات اور کشتیاں کچھ تو چٹانوں سے ٹکرا کر ٹوٹ گئے۔ کچھ ریت پر چڑھ کر پھنس گئے اور کسی قدر دریا میں ڈوب گئے۔ اِن جہازوں پر جو سامان تھا اُس کی بربادی کے علاوہ آٹھ ہزار قیمتی جانوں کا بھی نقصان ہُوا اور ڈوبنے والوں میں سے جو شخص تیر کر کنارہ کی طرف گیا وہ اہل عرب کا شکار بنا۔ مسلمان لوگوں نے یورپین سپاہیوں کو کمال بے رحمی سے پکڑ کر ذبح کر ڈالا۔ شارلکان سخت رنج و افسوس کے ساتھ اِن سب المناک حالتوں کو دیکھتا اور انگشت حسرت کو کاٹتا تھا۔ وہ آفت زدہ مسیحیوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ زیادہ سے زیادہ اُس نے سو پچاس آدمیوں کو ڈوبنے سے بچا پایا۔ یا کسی قدر خشکی میں آ جانے والے لوگوں کو اہل عرب کے ہاتھ سے رہائی دلا سکا اور اب وہ واپسی پر مجبور ہو گیا تھا کیونکہ ہزاروں زخمی اور بیمار سپاہیوں کی خبر گیری کا اہم کام ایک طرف اور دشمن کے قاتلانہ حملے دوسری جانب پریشان بنا رہے تھے اور سامان رسد اور ذخیرۂ جنگ بھی تلف ہو چکا تھا۔ بہزار دقّت باقیماندہ فوج راستہ میں اہل الجزائر اور تنگیچہندی سپاہیوں کے قتل و غارت کی آفتیں جھیلتی ہوئی اُس ساحل پر پہنچی جہاں اُسنے خشکی پر قدم رکھتے وقت نزول کیا تھا اور بمشکل تمام رہے سہے جہازوں پر سوار ہو کر سفر کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ شاہنشاہ شارلکان نے اِن مصیبتوں کے برداشت کرنے میں عجیب و غریب قوّتِ ضبط اور تحمّل سے کام لیا تھا۔ جس وقت اہل فرنگ کے ہزیمت خوردہ جہازوں نے ،، راس تامنڈ فوسٹ[1] ،، سے لنگر اُٹھایا ہے (۱۵۴۱ء) اُسی وقت ایک طوفانی ہوا کا جھونکا ایسا آیا جس نے تمام جہازوں کو ایک دوسرے سے جُدا کر دیا۔ اور وہ منتشر ہو کر کچھ اسپین کی طرف نکل گئے اور بعض سواحل اٹلی کی طرف جا رہے۔ انہیں جہازوں نے شاہنشاہ کے ہزیمت خوردہ واپس آنے کی خبر مشہور

[1] ،، Tamendfoust ،، یا ،،منیفو،، ایک۔ اس شمالی افریقہ میں ہے یہ راس شہر الجزائر کے ساحل کے انتہائی کنارہ پر واقع ہے اور اندنوں اسی اس پر ساحل کا جنگی قلعہ تعمیر کیا گیا ہے ۔

اسپین والوں کے بنائے کچھ نہ بن آیا تو اب دیگر یورپین حکومتوں نے اس ملک کے بحری لٹیروں کو مٹانے پر کمر باندھی اور ۱۶۵۵ء میں ایڈمرل بلاک کے زیر کمان ایک انگریزی بیڑہ الجزائر پر حملہ آور ہوا لیکن یہاں کے قلعے استقدر مستحکم اور ناممکن الفتح تھے کہ انگریزی جنگی بیڑہ اپنی کوشش میں ناکام رہکر واپس چلا گیا اور اسکے بعد گورنمنٹ فرانس کی زور آزمائی کا دور آیا - شاہنشاہ لوئس سیزدہم کے زمانہ میں ایڈمرل بولیو "Beaulieu" کے زیر کمان ایک جنگی بیڑہ الجزائر پر حملہ کرکے ناکام پھر گیا اور ازاں بعد لوئس چہاردہم نے ڈیوک بوفور "Beaufort" کے زیر کمان پہلے کی نسبت کہیں زبردست جنگی بیڑہ ۱۶۶۳ء میں الجزائر کے بحری قزاقوں کی سرکوبی کے لئے ارسال کیا اور اس بیڑہ کی تیاری اور تکمیل میں حد سے زائد کوشش کی چنانچہ اسمیں چھ بڑے جہاز اور سات شانیہ[1] جہازات تھے - کمانڈر پولس "Paul" جو کہ مالٹا کے نائٹوں کا نامور شخص تھا ڈیوک بوفور کے ماتحت افسر کی جگہ اس بیڑہ میں شریک تھا اور اس نائٹ کی قوت اور اقتدار کو الجزائر کے قزاق بھی بخوبی جانتے تھے - یہ بیڑہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہوا اور اس نے بیش کے قریب بحری غارتگروں کے جہازات تلف کر دیئے اور انکو اس بات پر مجبور بنا دیا کہ وہ اپنے بندرگاہوں سے باہر نکلنے کی جرأت نہ کریں *

لوئس چہاردہم کو اس کامیابی کے بعد یہ خیال آیا کہ اب وہ سرزمین الجزائر میں کوئی دائمی قلعہ حاصل کرے تاکہ وہاں سے فرنچ جنگی جہازات بحری قزاقوں کی اچھی طرح نگرانی کرکے ان سے فرانسیسی تاجروں کے جہازوں کو محفوظ بنا سکیں اور اس لئے اس نے بندرگاہ جیجلی پر قبضہ کر لیا اور اسی وقت سے فرانسیسی حکومت کو بلاد الجزائر میں ایک مستقل نوآبادی قائم کرنے کی ہوس دامنگیر ہوگئی تاکہ موقع پاکر اس وسیع اور زرخیز ملک کو اپنے قبضہ میں لاسکے اور جس ارادہ میں اسپین کو ناکامی ہوچکی ہے یہ اسکو پورا کر دکھائے - چنانچہ لوئس نے اس بات پر خوب غور و خوض کرکے ۱۶۶۴ء میں ایک جنگی بیڑہ (۱۶) جہازوں کا الجزائر کی طرف اور روانہ کیا اور ان جہازوں نے بندرگاہ

[1] شانیہ ایک قسم کے جنگی جہاز کو کہتے تھے *

دولت عثمانیہ کے وزیر خارجیہ سے خط کتابت کی جاتی تھی - مرسیلیا کے دو فرنچ تاجران نے عنابہ میں کوٹھیاں بنانے اور مونگا نکلوانے کا ٹھیکہ خاص شرائط پر حکومت فرانس کے وسیلے سے دولت علیہ سے لیا اور اُس کے معاوضہ میں ایک سالانہ رقم ادا کرتے رہے - دولت علیہ نے الجزائر کے والی کو حکم دیا تھا کہ وہ بوقت ضرورت اِن فرنچ تاجروں کی مدد بھی کرتا رہے - اور یہ تجارت سنہ ۱۶۹۹ء تک برابر ترقی پر رہی - اور اسی سنہ تک شہر الجزائر میں فرانس کا کوئی کانسل بھی مقرر نہیں ہوا تھا +

اسی عرصہ کے مابین ترکوں نے جزیرہ رودس پر قبضہ کر لیا تھا اور وہاں کے نائٹوں کا فرقہ مالٹا میں منتقل ہو گیا تھا نائٹوں نے مالٹا میں پہنچکر جنگی جہازوں کی تیاری پر خاص طور سے توجہ کی اور جب اُنکے بیڑے سمندر میں گشت لگانے لگے تو حکومت الجزائر سے اُنکی چوٹ چلی اور یہ چھیڑ چھاڑ اسقدر بڑھی کہ آئے دن جانبین میں بحری معرکے ہوتے رہتے تھے - یہ جنگی کارروائیاں آخرکار بحری رہزنی کی بانی بن گئیں اور اہل الجزائر نے اس کام میں وہ نام و نمود حاصل کیا کہ بحیرہ روم کا تجارتی راستہ قطعاً مسدود ہو چلا - اہل یورپ کی تجارت کو اس وجہ سے کمال نقصان پہنچ رہا تھا اور وہ الجزائر کے بحری قزاقوں کی عجیب و غریب جنگی چالوں سے بیحد پریشان ہو گئے تھے - بعض حالات جو ذی یورپ کے مورخوں نے الجزائر والوں کی بحری جنگی مہارت کے متعلق ایسے لکھے ہیں کہ اُنکو پڑھکر باور کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور اسوجہ سے سواحل یورپ پر رہنے والی قوموں کے دل اُن کے خیال سے ہی لرز جایا کرتے تھے - آخر اہل یورپ نے عام طور پر الجزائر کے بحری لٹیروں کا قلع قمع کرنے پر کمر باندھی اور خاصکر اہل اسپین کو اسکی بہت ہی بڑی فکر ہوئی لیکن شاہنشاہ شارلکان کی ہزیمت نے اُنکے حوصلے ایسے پست کر دیئے تھے کہ وہ پھر اہل الجزائر کا مقابلہ کرتے ہوئے گھبراتے اور ڈرتے تھے یہانتک کہ وہ آخر اسی پیچ و پیچ میں رہ گئے اور اُنکی تمام افریقی نوآبادیاں ایک ایک کرکے اُنکے قبضہ سے نکل گئیں سنہ ۱۵۱۳ء میں بجایہ اور سنہ ۱۵۰۸ء میں وہران اور مرسی الکبیر اُن سے چھین لئے گئے اور الجزائر کے فاتحوں نے بارہ ہزار کے قریب اہل اسپین کو گرفتار بھی کر لیا +

قریب شہر کے رہنے والے پھٹنے والے گولوں کے صدمات سے ہلاک ہوئے بحری جنگوں میں سب سے پہلے پھٹنے والے گولے اسی لڑائی میں استعمال ہوئے تھے اور بربری سپاہ جنہوں نے ابتک کبھی ایسے گولے نہیں دیکھے تھے وہ انکی زد سے سخت خائف ہوگئی تھی۔ لیکن باوجود الجزائر والوں کے خوفزدہ ہوجانے کے فرنچ بیڑہ کو شہر پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوسکی کیونکہ طوفانی ہوا کا خطرہ انہیں لنگرگاہ میں داخل ہونے کی ہمت نہیں بندھاتا تھا۔ ایڈمرل ڈوکستن نے اسقدر نقصانات پہنچا کر اپنے بیڑہ کو واپسی کا حکم دیا اور صرف چند جہازات الجزائر کے سامنے اسکا محاصرہ قائم رکھنے کے لئے چھوڑ گیا اس کے بعد دوسرے سال پھر فرنچ بحری سپاہ نے ماہ جون میں الجزائر پر حملہ کیا اور متعدد فرنچ جہازی باڑیوں نے شہر پر آتشباری شروع کردی اس مرتبہ (۱۷۰۰) فیٹ تک مار کرنے والی توپیں فرنچ جہازوں پر چڑھی تھیں اور ان کے توپچی اس قدر نشانہ باز تھے کہ ٹھیک شہر میں انکے گولے گر کر قیامت برپا کر رہے تھے۔ دو راتوں اور ایک دن کے عرصہ میں فرنچ توپچیوں نے (۲۲۰) بمب کے گولے شہر اور بندرگاہ میں اتارے جنہیں سے بعض گولوں نے کئی ایک عمارتوں کو مسمار کر ڈالا اور کچھ گولوں نے ہزاروں آدمیوں کو ہلاک کردیا۔ یہ حالت دیکھکر شہر کے رہنے والوں میں بے چینی پھیل گئی اور انہوں نے حاکم شہر سے صلح کی گفتگو کرنے پر اصرار کیا۔ والی بابا حسن نے فرنچ کانسل جنرل کو چند اپنے سرداروں کے ساتھ گفتگوئے صلح کرنے کے لئے ایڈمرل ڈوکستن کے پاس ارسال کیا اور ایڈمرل نے ایسی سخت شرطیں پیش کیں جنکو سنکر شہر والے دم بخود رہگئے۔ فرنچ امیرالبحر نے تمام یورپین اسیران جنگ کو واپس مانگا تھا اور یہ شرط کی تھی کہ ابتک جسقدر مال واسباب یہاں کے بحری لٹیروں نے لوٹا ہے یا تو اسکی قیمت ادا کریں یا وہ مال بجنسہ واپس کریں۔ اور انکے علاوہ سب سے سخت ترین شرط یہ تھی کہ الجزائر کے چند سے معزز لوگوں کو بطور یرغمال دیا جائے تاکہ اگر پھر کوئی خلاف ورزی ہو تو حکومت فرانس ان لوگوں پر سختی کرکے معاہدہ کی پابندی کراسکے۔ الجزائر کے باشندوں نے مہلت جنگ مانگی اور (۵۴۶) عیسائی قیدیوں کو پیش کرکے

جیجلی میں بغیر کسی قابل ذکر مقابلہ اور مزاحمت کے (۶۰۰۰) سپاہی خشکی پر اتار دئیے اور اب یہاں فرنچ قبضہ کو استحکام حاصل ہو گیا لیکن فرنچ فوجی افسروں کی باہمی ناچاقیوں اور مالی کمی نے انہیں آخر کار فرانس واپس جانے پر مجبور کر دیا اور پھر فرانس کو دوسری لڑائیوں میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے دوبارہ اس طرف توجہ کرنیکا موقعہ نہ ملا۔ مگر باوجود فرانس کے ازسرنو فاتحانہ حملہ نہ کر سکنے کے الجزائر کے بحری قزاقوں کو سنہ ۱۰۷۴ھ میں ڈیوک بوفور کے بیڑہ نے جو ضرر پہنچایا تھا اس نے اہل الجزائر کو سخت ڈرا دیا اور انہوں نے ڈبکر فرانس سے صلح کر لی۔ اگرچہ وہ زیادہ عرصہ تک اس صلح کو نباہنے میں مستقل نہیں رہے۔

جسوقت سے الجزائر میں وجاقات کی حکومت قائم ہوئی اور دائی کے نام سے موسوم ہونے والا حاکم اس ملک کا منتظم افسر قرار پایا اسوقت سے پھر اہل الجزائر میں ممالک فرانس کی مخالفت کا جوش ظاہر ہو چلا اور فرانس نے الجزائر والوں کی معاہدہ سے خلاف ورزیاں دیکھکر کئی ایک سفیر بھیج کے ان سے معاہدہ کی پابندی کے لئے کہلا بھیجا۔ فرنچ سفیروں سے یہاں کے حکام بڑے مطمئن بنا دینے والے وعدے کر لیتے تھے مگر جیسے ہی وہ سفیر واپس چلے جاتے فوراً ہی بحری لٹیروں اور خود حکام الجزائر کی جانب سے عہد شکنی کی کارروائی شروع ہو جاتی تھی۔ آخر سنہ ۱۰۹۲ھ میں الجزائر کے والی باباحسن نے یہانتک تندمزاجی سے کام لیا کہ فرانس کے مقابلہ میں اعلان جنگ ہی کر دیا۔ لوئس چہاردہم کو والی الجزائر کی اس حرکت پر سخت جوش آیا اور اس نے ایک زبردست فوجی قوت تیار کرنیکا حکم صادر کیا تاکہ اسے شہر الجزائر پر روانہ کرے۔ اس سپاہ کا کمانڈر انچیف ایڈمرل ڈوکسن "Duquesne" بنایا گیا تھا اور دوم افسر ایڈمرل ٹورویل "Tourville" قرار پایا۔ اس سپاہ کو جس بیڑہ پر روانہ کیا گیا وہ بیڑہ گیارہ قلیون کی قسم کے جنگی جہازوں پندرہ شانیہ از قسم غالی۔ اور پانچ شانیہ از قسم غالتا۔ توپوں سے آراستہ اور دو حراقہ کشتیاں۔ لڑائی کے لئے اور باقی باربرداری کے جہازات تھی۔ اس بیڑہ نے الجزائر کے سامنے لنگر ڈالکر (۲۰ شعبان سنہ ۱۰۹۳ھ) اسپر گولا باری شروع کر دی۔ فرنچ بیڑہ کی آتشباری سے تین الجزائری جہاز جو لنگرگاہ میں کھڑے تھے بالکل جل گئے اور پانچسو سے

اپنے پرکینہ قلب کو تسکین دلاتا رہا - ورنہ اہل فرانس اُس روز تمام شہر الجزائر کو خاک میں ملا گئے ہوتے - یہ ایک فرنچ مورخ ہی کا قول ہے - ڈوکسن اس مرتبہ بھی اپنے بیڑہ کا ایک حصہ الجزائر کا محاصرہ قائم رکھنے کی غرض سے چھوڑ گیا اور الجزائر والوں کو اسقدر نقصانات پہنچا گیا جنکا اندازہ لگانا غیر ممکن ہے - اور اس کے بعد والے سال میں ایڈمرل ٹورویل بڑے زبردست بیڑہ کے ساتھ آپہنچا (۱۶۸۴ء) جبکہ دائی حسین مذکور نے ملک میں اندرونی بغاوت برپا ہونے کی وجہ سے مصالحت کرلینا ہی مناسب تصور کیا اور دیوان (حکومت) الجزائر نے اپنی طرف سے معاہدہ صلح پر دستخط کرنے کے واسطے با اختیار سفیروں کا تقرر کردیا - اگرچہ الجزائر والوں کو ان حملوں میں نہایت نقصان پہنچ چکا تھا تاہم اُنکے حواس ابتک درست نہیں ہوئے تھے اور ابھی صلح کو زیادہ زمانہ نہیں گذرا تھا کہ ۱۰۹۹ھ میں پھر اُنہوں نے ایک فرنچ جنگی بیڑہ پر حملہ کرکے اُس کے چند جہازات گرفتار کرلئے اور بہت سے جہازوں کو نقصان پہنچایا اور جو لوگ اُن جہازوں میں اسیر ہوئے تھے اُنکے ساتھ بڑا ہی وحشیانہ سلوک کیا یہ خبر فرانس میں پہنچی تو وہاں سے ایڈمرل مارشل اسٹری "ESTREE" کو الجزائر پر گولہ باری کرنے کا حکم ملا اور وہ بہت زبردست بیڑہ لیکر رمضان ۱۰۹۹ھ مطابق ۱۶۸۸ء میں الجزائر کے سامنے آپہنچا اور رات دن توپخانوں کا مسلسل فیر قائم رکھکر دس ہزار سے زائد گولے شہر پر مارے اس گولہ باری نے شہر، قلعہ جات، اور بندرگاہ کے جنگی استحکامات کے پرخچے اُڑا دئے اور ہزاروں آدمی ہلاک کئے - خود دائی حسین بھی زخمی ہوا اور یہ حالت دیکھکر فوجی سپاہیوں نے فرنچ ایڈمرل سے صلح کی درخواست کردی اور شرائط قرار پاکر صلح ہوگئی - سنہ ۱۱۰۰ھ مطابق ۱۶۸۹ء میں معاہدہ پر طرفین کے دستخط ہوگئے - اور یہ صلح عرصہ دراز تک قائم رہی کیونکہ اسکے بعد سے ۱۸۳۰ء تک پھر کبھی اہل الجزائر اور فرانس والوں کے مابین کوئی ایسی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوئی جو نقض عہد میں داخل مانی جاتی +

اس صلح کے چند سال بعد ۱۶۹۴ء میں الجزائر کی گورنمنٹ نے چند خاص شرطوں کے ساتھ یہ بات مان لی کہ فرانس کو شہر عنابہ اور طبرقہ کے مابین جسقدر سواحل

دائی بابا حسن نے یہ عذر کیا کہ اور قیدی یہاں موجود نہیں ہیں انکو مختلف مقاموں سے
یہاں منگایا جائیگا تو آپ کے حوالہ ہونگے۔ مگر تمام لوٹ کا مال واپس کرنے اور یرغمال
دینے کی شرطیں الجزائر والوں نے بالکل مسترد کریں۔ پھر تیسری شرط ایڈمرل ڈوکسن نے
یہ قرار دی تھی کہ دائی بابا حسن اپنے دو معزز افسر میرے ساتھ کرے تاکہ وہ شاہنشاہ فرانس
کی خدمت میں حاضر ہوکر الجزائر والوں کی خطاؤں کی معافی مانگیں۔ ڈوکسن کی شرطیں رد
کر دی گئیں تو اس نے پھر لڑائی شروع کرنیکا ارادہ کیا اور یہ ... دیکھکر الجزائر سے بطور
یرغمال آنے والے لوگوں میں سے حاجی حسن نامی ایک شخص نے ایڈمرل مذکور سے کہا کہ
اگر وہ اسکو چھوڑ دے تو ابھی شہر والوں سے تمام شرائط منوائے دیتا ہے۔ حاجی حسن
اصل میں عیسائی تھا مگر وہ مسلمان ہوگیا تھا اور اس نے اپنی رہائی کا ایک حیلہ نکالا تھا،
اہل فرنگ اس شخص کا نام میزو مورٹو Mezzo morto لکھتے ہیں جسکے معنی
ہیں نیم مردہ۔ چنانچہ اس نے شہر میں پہنچتے ہی تمام سپاہ کی سرداری حاصل کر لی اور اس
نے جنگ کو قائم رکھنے کی کوشش شروع کی اس نے کہا کہ دائی بابا حسن بزدل ہے اور
وہ ہرگز حکومت کے قابل نہیں۔ حاجی حسن کی اس اشتعال دہی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بابا حسن
قتل کر دیا گیا اور فوج و رعایا دونوں نے حاجی حسن کو اپنا حاکم بنا دیا۔ اب گفتگوئے صلح
بالکل بند ہوچکی تھی اور فوج تمام قلعوں اور مورچوں پر مقابلہ اور مدافعت کے لئے لیس ہوکر
کھڑی ہوچکی تھی۔ فرنچ بیڑہ نے پھر زور شور سے گولہ باری شروع کر دی۔ اس کی گولہ باری
نے شہر میں تہلکہ عظیم ڈالدیا اور ترک سپاہیوں نے اپنے شہر کو برباد ہوتے دیکھا تو انکو
اسقدر جوش آیا کہ انہوں نے قریب قریب حد جنون تک پہنچکر فرنچ کانسل اور قیدیوں کو
توپوں سے ... باندھ کے فیر کر دیا۔ العظمۃ للہ۔ اس ہولناک نظارہ کے دیکھنے سے
انسانیت کا زہرہ آب ہوگیا اور بیگناہ مظلوموں کی ہڈیاں اور گوشت کے ٹکڑے فرنچ
بیڑوں پر جا کر برسنے لگے فرنچ ایڈمرل نے شدت الم سے کلیجہ تھام لیا اور وحشی
الجزائریوں کی اس حرکت کا انتقام لینا چاہا مگر چونکہ اس کے جہازوں پر گولوں کا ذخیرہ
نہیں رہگیا تھا اسواسطے وہ "طولون" کو واپس چلا گیا اور سال آئندہ سمجھ لینے کے خیال سے

لوگوں نے اپنا منتخب کردہ حاکم مقرر کرنا شروع کیا اور وہ اپنے مقرر کردہ حکام کے واسطے حسب قاعدہ تلوار اور فرمان حکومت آستانہ علیہ سے یہ کہکر منگا لیتے تھے کہ الجزائر کے عام باشندوں نے اُنکو اپنا والی بنایا ہے اور اس کام کے لئے انتخاب کیا ہے۔ اور پھر خود ہی اُس حاکم سے بغاوت کر کے اُسے قتل بھی کر ڈالتے تھے۔ چنانچہ ۱۰۴۵ھ کے صرف ایک سال میں اُنھوں نے اسی طریقہ پر پے در پے پانچ حاکموں کو مقرر کیا اور اُنہیں قتل کر ڈالا۔ ینگچریوں کی اس حرکت سے ملک میں سخت تردد اور اضطراب پھیلگیا تھا لیکن ان شریروں کو اس بات کی کیا پرواہ تھی۔ حکومت کا انتظام بنے یا بگڑے اُنکو اپنی نفس پرستی اور اوباشی سے غرض تھی۔ الجزائر کے ینگچری سپاہیوں کو اپنا گروہ بڑھانے کی ضرورت پیش آتی تو وہ اپنے نائبوں کو جہازوں پر سوار کر کے دولت علیہ کے سواحل کی طرف بھیجدیا کرتے اور وہ لوگ تمام بداخلاق اور بدچلن چوروں، خونی مجرموں اور اسی طرح کے اوباشوں کو انتخاب کر کے اپنے ساتھ لے آیا کرتے تھے اور اسی بات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ینگچیری فرقہ کس قسم کا گروہ تھا۔ حیرت تو یوں ہوتی ہے کہ دولت علیہ نے کچھ ایسے خاص حقوق الجزائر کی ینگچیری سپاہ کو عطا کر دئیے تھے جنکی وجہ سے جو شخص اُن کی پناہ میں چلا جاتا دولت علیہ اُسے ہرگز واپس نہیں لے سکتی تھی۔ چنانچہ بہت سے بدمعاش اور جرائم پیشہ خود الجزائر میں آکر اس فرقہ کے زیر سایہ پناہ لیا کرتے تھے۔ اور الجزائر کے ینگچیریوں نے اس ملک کے کسی آدمی کو اپنے زمرہ میں شامل کرنا روا نہیں رکھا تھا یہانتک کہ اگر خود اُنکی کوئی اولاد نرینہ الجزائری عورت کے بطن سے پیدا ہوتی تھی تو اُس کو بھی وہ اپنے گروہ سے خارج ہی رکھتے تھے۔ جسوقت وہ کسی نئے والی کا انتخاب کرتے تو وہ فوراً کچھ خاص اور معلوم تحائف اظہار اطاعت کے طور پر آستانہ علیہ کی طرف ارسال کر دیتا تھا۔ اہل ملک کی شکایتیں بھی دربار سلطانی میں پیش ہوتی رہتی تھیں اور دولت علیہ کو اس ظالم اور نامعقول فرقہ کی سرکوبی کا بیحد خیال تھا لیکن اُنکو روسی حکومت سے مسلسل لڑائیوں کا جاری رکھنا کسی ایسے انتظام کی طرف مائل نہیں ہونے دیتا تھا۔

واقع ہیں اُنپر حق ملکیت بھی حاصل ہے۔ اور موگنگی کی ماہی تجارت کے لئے اور عنابہ اور بجایتہ کے مابین اُس کو تجارت کرنے کا بھی حق حاصل ہے۔ غرضکہ مذکورہ بالا مدت میں الجزائر کی تاریخ کے متعلق مشہور ترین واقعات کا خلاصہ یہی ہے جو کہ بیان ہوا +

ہم پہلے اس بات کو بیان کر آئے ہیں کہ ۱۱۱۹ھ (۱۷۰۸ء) میں الجزائر کے والیات نے وہران اور مرسی الکبیر کے شہروں کو اسپین والوں سے چھین کر اپنے قابو میں کر لیا تھا۔ اور چونکہ اُسوقت اسپین کو یورپ ہی کے خطہ میں ایک سخت جنگ درپیش تھی وہ ان مقبوضات کا بچاؤ نہ کرسکا۔ مگر جسوقت شاہ فیلپ پنجم نے تخت سلطنت پر قدم جما لئے تو اُس نے پھر ان دونوں ضروری نو آبادیوں کے واپس لینے کا عزم کر کے ۱۷۳۲ء میں کونٹ ڈومونٹ مار کو اس طرف ارسال کیا اور یہ نامور جنرل اپنی لیاقت و کاردانی کیوجہ سے دونوں شہروں کو پھر فتح کر کے اسپین کی املاک میں شامل کر لینے پر قادر ہو گیا۔ یہ فتح دائی علی کے عہد میں ہوئی تھی اور دائی مذکور اپنی ہزیمت کی شرم سے اور کچھ فوج کے ڈر سے حکومت کو چھوڑ کر اپنے بال بچوں اور مال و دولت کو ساتھ لئے ہوئے ملک کے اندرونی علاقوں میں بھاگ گیا +

ینگچری سپاہیوں کی شرارتیں

اس ناپاک سپاہ نے دولت علیہ کے اقتدار و قوت میں جیسا ناقابل انسداد رخنہ ڈالا تھا اُس کے مفصل حالات سلطنت عثمانیہ کی تاریخ میں بیان ہو چکے ہیں۔ اس فوج کے لوگوں میں سرکشی اور نافرمانی ہر جگہ پھیل گئی تھی اور الجزائر میں جو ینگچری سپاہ متعین تھی اُس نے بھی تمرد اختیار کر کے خواہ مخواہ امور سلطنت میں ہاتھ ڈالدیا تھا۔ وہ لوگ دولت علیہ کے مقرر کردہ اور مرسلہ حکام پر دست درازی کر جاتے تھے اور اس طرح اُنہوں نے اس ملک میں سلطنت عثمانیہ کے دبدبہ اور عظمت کو سخت صدمہ پہنچایا تھا یہانتک کہ اُنہوں نے ۱۱۲۲ھ مطابق ۱۷۱۰ء میں دائی ابراہیم پاشا کو الجزائر سے نکالدیا۔ یہ حاکم دولت علیہ کی طرف سے مقرر ہو کر آیا تھا۔ اور اس کے بعد سے ینگچری

جہازات الجزائر کے بحری قزاقوں کی سرکوبی کیلئے سنہ ۱۱۸۴ھ مطابق سنہ ۱۷۷۰ء میں ارسال
کیا تھا اور یہ بھی کچھ بنا بگاڑ نہ سکا - بلکہ آٹھ دن تک الجزائر کے قلعوں اور مورچوں کے سامنے
چکر لگاتا رہا اور ایک گولہ بھی اس نے سر نہیں کیا اس لئے الجزائر کے لوگوں نے بھی اسکو
حقیر سمجھا اور اسپر کوئی گولہ چلانے میں اپنی کسر شان تصور کیا - اور انگلستان اور ہالینڈ
والوں نے الجزائر کے بحری لٹیروں کو سالانہ نقد رقمیں دیکر انکی شرارت سے جان چھڑائی
اور اپنے تجارتی جہازوں کو محفوظ بنا لیا - اور سنہ ۱۷۷۵ء مطابق سنہ ۱۱۸۹ھ میں اسپین کی
حکومت نے اپنی شکست کا انتقام لینے اور نام پیدا کرنے کی غرض سے الجزائر پر ایک
آخری اور بڑا زبردست حملہ کیا - اس چڑھائی میں (۴۴) جنگی جہازوں کا بیڑہ اور (۳۴۶)
باربرداری کے جہازات شامل تھے - بیڑہ کی کمان امیر البحر کیجوتن کے ہاتھوں میں تھی اور
(۳۰۰۰۰) ہزار سپاہ کی کمان جنرل اوریلی کو دیگئی تھی "O'Reilly" اور اس فوج
کے ساتھ ایک سو توپیں تھیں - یہ فوج الجزائر کے سمندر میں داخل ہوئی تو والی بابا محمد پاشا
نے شہر قسطنطینہ کے حاکم صالح بک کو اس فوج کا افسر مقرر کیا جو کہ اہل اسپین کی پیش
قدمی روکنے کیلئے تیار ہوئی تھی - صالح بک مذکور نے اپنی فوج کو ایک خاص طریق سے
ترتیب دیا جو بالکل نئی اور عجیب و غریب تھی - یعنی اس نے بجائے مورچوں کے اپنی
فوج کے آگے اونٹوں کی لمبی لمبی صفیں قائم کیں اور تمام سپاہ کو اس کے پیچھے رکھا
تاکہ غنیم کی گولہ باری فوج کو ضرر نہ پہنچا سکے - جب دونوں طرفین سے لڑائی شروع ہوئی
اور اسپین والوں نے گولے مارنے شروع کئے تو سب آفت اونٹوں ہی پر آ پڑ
گئی اور فوج کو کچھ آنچ نہ آئی اور اس طرح توپوں کے چلنے سے میدان دھواں دھار ہو گیا -
تو صالح بک نے عجیب پھرتی کے ساتھ اپنی فوج کو بڑھا کر اسپین کی سپاہ پر حملہ کر دیا
اور دم کے دم میں ہزاروں دشمن کاٹ کے ڈالدیئے - اسپین والے بدحواس ہو کر
بھاگے اور انہوں نے اپنے جہازوں پر جا کر پناہ لی - اور [illegible]
اس فوج کو شارل سوم نے ارسال کیا تھا - شکست اٹھانے کے بعد اسپین کی
باقی ماندہ فوج اپنے بیڑہ سمیت بھاگ گئی - الجزائر کے لوگوں نے اس عظیم الشان فتح

تنگ ہو رہا تھا مگر حکومت انگلستان کو کچھ شکایت نہ تھی کیونکہ اُس کے تجارتی جہاز اس بحیرہ روم میں جاتے ہی نہ تھے +

جسوقت مملکت فرانس نے بڑے بڑے جنگی جہاز تعمیر کئے اور نپولین اوّل نے مشہور فرانسیسی بغاوت کے بعد تخت فرانس پر قدم رکھا تو بحری قزاقوں کا زور خود بخود ٹوٹ گیا اور اب انکو حملہ کرنے کی بہت کم جرأت ہوتی تھی۔ حسن پاشا کے گورنر مقرر ہونے کے دوسرے ہی سال اسپین کی سپاہ نے وہران اور مرسی الکبیر کے شہروں کو خود ہی خالی کردیا - یہ دونوں شہر زلزلوں سے اسکے پہلے ہی تباہ ہوگئے تھے سنہ ۱۲۰۸ھ مطابق سنہ ۱۷۹۳ء میں فرانس کے جنوبی صوبوں میں قحط کی آفت نازل ہوئی تو گورنمنٹ فرانس نے اپنی فوج کے لئے رسد پہنچانے کا انتظام اسی پاشا کی معرفت کرانا چاہا اور اسی نے بقری اور بشناق نامی دو الجزائر کے یہودی تاجروں کو حکومت فرانس سے غلہ کی بہم رسانی کا [illegible] دلوادیا - ان تاجروں نے جسقدر غلہ گورنمنٹ فرانس کو پہنچایا تھا اُسکا حساب صاف کیا گیا تو بڑی رقم قیمت کی برآمد ہوئی اور یہی امیرالجزائر اور فرانس کے مابین اُلجھنیں پڑنے اور عداوت پیدا ہونے کا ابتدائی سبب بنگیا جسکا انجام یہ ہوا کہ فرانس نے آخرکار الجزائر پر تسلط کرکے ہی دم لیا۔ حسن پاشا کے زمانہ ولایت میں مملکت الجزائر کی آبادی اور خوشحالی روز افزوں ترقی کرتی رہی - اور اُس نے چھ سال حکومت کرکے سنہ ۱۲۱۲ھ میں دنیا سے رحلت کی +

مصطفیٰ پاشا
(۱۲۱۲ھ - ۱۲۱۸ھ)

حسن پاشا کے بعد امیرالجزائر مقرر ہوا - اس کے زمانہ میں کوئی قابل ذکر حادثہ پیش نہیں آیا - ہاں جسوقت فرنچ سپاہ نے مصر پر قبضہ کیا ہے اُسوقت باب عالی نے ایک حکم مصطفیٰ پاشا مذکور کے پاس اس مضمون کا ارسال کیا کہ وہ فرانس پر جنگ کا اعلان کردے چنانچہ اُسنے تعمیل حکم کے خیال سے عنابہ وغیرہ مقامات کی فرنچ رعایا کو نکال دیا اور الجزائر کے فرنچ کانسل جنرل کو گرفتار کرکے قید کردیا - اُسکی ان حرکتوں پر فرانس والوں کو بھی غصہ آگیا لیکن [illegible] نے کسی حیلہ سے سنہ ۱۲۱۹ھ میں

بیحد خوشی منائی - عرب شاعروں نے صالح بے کی مدح میں بڑے پرزور قصائد نظم کر ڈالے اور فاتح سپاہ کو اس قدر مال غنیمت ہاتھ لگا جسکی انتہا نہ تھی - کیونکہ اسپین والے کچھ ایسے بدحواس ہوکر بھاگے تھے کہ اپنا تمام جنگی ذخیرہ، کمپ وغیرہ اور مال وخزانہ سب یہاں ہی چھوڑ گئے تھے - اس لوٹ کے مال سے ملکی خزانے بھرپور ہوگئے - اسپین والوں نے اس ہزیمت کی خفت مٹانے کو ۱۱۹۸ھ مطابق ۱۷۸۴ء میں دوبارہ الجزائر پر چڑھائی کی اور اب مرتبہ انکا بیڑہ شہر الجزائر کے مقابلہ میں آکر گولہ باری کرنے لگا - مگر شہر کو اس کی گولہ باری سے کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا اور وہ الجزائر والوں کو دبا نہیں سکے آخر اسپین والوں کا ایک چھوٹا جہاز سفید نشان اڑاتا ہوا ۱۲۰۰ھ میں شہر کے قریب آیا اور گفتگوئے صلح کرکے دائی سے معاہدہ مصالحت کرنے کی تحریک کی - دائی نے اس شرط سے کہ گورنمنٹ اسپین (۱۴۰۰۰۰۰) فرانک کی رقم ادا کرے صلح منظور کرنے پر آمادگی ظاہر کی اور معاہدہ ہوگیا - دیگر ممالک یورپ میں اس صلح کی خبر مشہور ہوئی تو نیاپولی، ڈنمارک، ہالینڈ، اور اٹلی کے شہروں نے بھی اپنی تجارتی کشتیوں کو الجزائر کے قزاقوں سے بچانے کے لئے سالانہ نذرانوں کی رقمیں مقرر کردیں اور پھر بھی بحیرۂ روم میں انکی کشتیوں کو لٹیروں کے ہاتھوں سے امن نہیں مل سکا - اسواسطے کہ اس سمندر میں سواحل افریقہ کے مختلف مقاموں سے بھی جو الجزائر کے ماتحت نہ تھے قزاقوں کی کشتیاں آجایا کرتی تھیں اور حکام الجزائر اُن کا کوئی انسداد نہیں کرسکتے تھے - محمد پاشا نے ۱۲۰۶ھ میں وفات پائی اور اس کے مرنے کا افسوس تمام کو یکساں ہوا اس کی حسن تدبیر اور لیاقت حکومت سے سب لوگ اعلیٰ و ادنیٰ راضی تھے اور اس کے عہد کے کارناموں نے اسے نہایت ہردلعزیز بنادیا تھا ●

حسن پاشا

(۱۲۰۶ - ۱۲۱۱ھ)

یہ بھی اپنے پیش رو کے نقش قدم پر چلتا رہا - اور ملک کا انتظام نہایت خوبی سے درست کیا - اس کے زمانہ میں بحری قزاقوں کی دلیری بہت ترقی پر رہی اور وہ خوب لوٹ مار کرکے آتے اور بہت کچھ مال و زر لایا کرتے تھے - تمام یورپین حکومتوں کا قافیہ اہل الجزائر کے ہاتھوں

آپ ہی ینگچریوں کو جلایا اور اُن کے دلوں میں احمد پاشا کی طرف سے آتش عداوت بھڑک اٹھی۔

بحری رہزنوں کے جہازات مال غنیمت لیکر واپس آئے تو احمد پاشا نے وہ مال بیوہ اور مسکین عورتوں میں تقسیم کرنا چاہا اور اس سے غریب یتیم لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیاں کرا دینے کا اہتمام کیا۔ یہ ایک اور تدبیر تھی جو ینگچریوں کے دل پر لگی اور اب اُن میں ضبط کی قوت باقی نہ رہی چنانچہ اُنہوں نے دوسرے دن پاشا کو اُسکے حمام میں داخل ہونے کے وقت اُس پر حملہ کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور اُس کی لاش کے ٹکڑے سڑک پر ڈالدیئے۔ ان بعد احمد پاشا اور اس کے خسر سید قدور کی تمام دولت اور اُن کے مکانات اور تجارتی کوٹھیاں سب لوٹ لیں یہانتک کہ بجز اُس مال کے جو بالکل پوشیدہ تھا کچھ بھی مال و متاع اُس نامی تاجر کے پاس باقی نہیں چھوڑا۔ احمد پاشا نے صرف تین سال حکومت کی تھی اور اُس کے بعد ینگچریوں نے علی پاشا کو انتخاب کیا۔

علی پاشا

(۱۲۲۱ھ) یہ پہلے ایک غریب مُردہ شو تھا۔ بعد میں خوشحال ہوگیا۔ اور آخر کار اسکا انتخاب امارت الجزائر کے منصب کے لئے کیا گیا۔ اُس نے چھ ماہ سے زائد حکومت نہیں کی اور اسی عرصہ میں اسکی جہالت کے سبب سے بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ ظالم ینگچریوں نے بہت سے معزز اور عالم لوگوں کو ایذا پہنچائی اور آخر میں خود اسی کو معزول کر کے اس کی جگہ حاجی علی پاشا بیت المال کا انتخاب کیا۔

حاجی علی پاشا بیت المال

(۱۲۲۱ - ۱۲۲۸ھ) ساڑھے چھ سال حکمران رہا۔ اس نے اپنے زمانہ میں تونس پر چڑھائی کی اور ناکام واپس آیا۔ اس کے زمانہ میں الجزائر کے بحری قزاقوں کا ایک مشہور سردار حمیدو قبودان تھا۔ ایکبار یہ قزاقی سردار اپنے ماتحت بحری جہازوں کو لیکر بحر روم میں گشت لگاتا ہوا نکلا اور اثنائے سفر میں بہت سی تجارتی جہازوں کو لوٹتا کھسوٹتا ہوا بیشمار

الجزائر کے ساتھ صلح منعقد کر لی۔ اس صلح کی شرطیں جو نپولین کی طرف سے پیش ہوئی تھیں منجملہ اُن کے ایک شرط یہ تھی کہ الجزائر کے بحری لٹیرے صرف فرانس ہی کے جہازوں کو نہیں بلکہ اُن تمام ملکوں کے جہازوں کو نہ ستائیں جو کہ فرانس کے زیر اثر ہیں۔ دالی مصطفیٰ پاشا نے یہ شرط مان لی اور صلح ہو گئی اور ایک بات یہ بھی تھی کہ ان دنوں یورپ کے ممالک میں بیس سال تک کچھ ایسے سیاسی انتشار اور باہمی لڑائیاں پھیلی رہیں کہ وہاں یورپ کو الجزائر والوں کی خبر لینے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ یہ فرصت الجزائر والوں کے حق میں رحمت الٰہی سے کم نہ تھی انہوں نے بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور اپنے تمام جنگی استحکامات خوب درست کر لئے اور بحری لٹیروں سے لوٹ کے مال لے لے کر خوب خزانہ کو معمور کر لیا۔

دالی مصطفیٰ پاشا بڑا فیاض اور سخی تھا اس نے مقرب لوگوں کو بڑے بڑے انعامات اور تحائف دینے شروع کر دئیے تھے اور اسپر ینگ چری فرقہ بگڑ بیٹھا کہ دالی کی فیاضی ملکی خزانہ کو نقصان پہنچاتی ہے۔ اور جب مصطفیٰ پاشا اُنکی شورش کے باوجود بھی اپنی اس حرکت سے باز نہ آیا تو ینگ چریوں نے رات کے وقت ۱۲۱۸ھ میں اُس کے محل پر حملہ کر کے اُسے کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تمام مال و متاع لوٹ لیگئے اور پھر اُس کی جگہ۔

احمد پاشا

(۱۲۱۸-۱۲۲۱ھ) کو الجزائر کا حاکم بنایا۔ احمد پاشا ایک نامی سوداگر سید زرد کا داماد اور بڑا خوشحال رئیس تھا۔ اُسکو ینگ چریوں نے اپنا امیر بنانا چاہا تو وہ سمجھ گیا کہ میری اور میرے خسر کی دولت پر ان ظالموں نے دانت لگایا ہے۔ لہٰذا وہ انکار کر گیا لیکن ینگ چریوں نے دباؤ ڈالا اور زبردستی اُسکو والی کے منصب پر مقرر کر دیا۔ احمد پاشا نے عنانِ حکومت ہاتھ میں لیتے ہی پیشرو مصطفیٰ پاشا کے تمام لوگوں کو چن چن کر قتل اور جلاوطن کر دیا۔ اسکی یہ حرکت ینگ چریوں کی ناراضگی کا موجب ہوئی لہٰذا باقی ینگ چریوں نے شورش بپا کی کہ شہر الجزائر میں رہنے والے یہودیوں کو قتل کر دینے پر زور دیا اور اس کے واسطے ایک دن ۹۰ یہودیوں کو مار ڈالا۔ مگر احمد پاشا نے علماء اور الجزائر کے مفتی کا فتویٰ دکھا کر انہیں اس حرکت کے ناجائز ہونے سے آگاہ کیا۔ ان باتوں

بڑی خوبی کے ساتھ نظام مملکت درست کرنا شروع کردیا۔ عمر آغا اپنی غلط رائے دہی پر نادم ہوا کیونکہ اسکو مصطفےٰ بک کی یوں لیاقت کے ساتھ کام سنبھال لینے کا خیال بھی نہ تھا لہذا وہ سوچنے لگا کہ اب کیا کرے۔ چنانچہ سترہ [۱۷] یوم کے بعد ایک چال تجویز کرکے فوجی بارکوں میں گیا اور سپاہیوں کے سامنے کہنے لگا "دہائیو! تم جانتے ہو کہ ہم نے حاجی محمد خزانہ دار کو نیک چلن اور لائق سمجھکر امیر بنایا تھا مگر اب اس نے اپنے جوان اور فضول خرچ فرزند کو مدار المہام مقرر کیا ہے جو کہ بہت جلد تمام خزانہ کو خالی کرکے آخر میں حق گورنری کا بھی دعویدار بن بیٹھیگا اس لئے کہ وہ بھی ہماری ہی طرح معزز فرقہ کے ایک شخص کا فرزند رشید ہے۔ اور ہم اس حالت میں انکار نہ کرسکینگے۔ بس اب یہ ترکوں کی تباہی کا سامان ہے" عمر آغا کی اس اشتعال انگیز تقریر نے بدمعاش ینگچریوں کا جوش جہالت بڑھا دیا اور انہوں نے فوراً والی کے ایوان پر حملہ کرکے اسکو اور اس کے فرزند مصطفےٰ بک کو قتل کرڈالا اور انکا مال ومتاع لوٹ کر لیگئے۔

عمر پاشا (۱۲۲۸-۱۲۳۲ھ) بڈھے حاجی احمد پاشا کو قتل کرکے اس خطروں سے گھرے ہوئے منصب پر عمر آغا مذکور کا تقرر کیا۔ اس نے چار سال حکومت کی۔ اس اثنا میں اسنے حمیدون قبودان قزاق سردار کو یورپین تاجروں کے جہازات پر حملے کرکے مال غنیمت لانے کا حکم دیا۔ قبودان مذکور نے عذر کیا کہ اندنوں امریکن جنگی بیڑہ ہماری تاک میں پھر رہا ہے اس لئے ہمارا سفر خطرناک ہوگا مگر عمر پاشا کب مانتا تھا اس نے کہا "تم علی پاشا کے وقت میں کیوں عذر نہیں کرتے تھے؟ اور اب مجھ سے حیلہ جوئی کرتے ہو" آخر حمیدون کو جوش آیا اور وہ دل میں کینہ رکھکر اپنا بیڑہ ہمرکاب لیکے سمندر میں نکل کھڑا ہوا۔ اہل امریکا عرصہ سے الجزائر والوں کو اپنے جہازوں کی بحیت نکالنے کے صلہ میں ایک سالانہ رقم ادا کرتے رہتے تھے مگر اب انہوں نے رقم میں کچھ کمی کرنا چاہا اور سنہ ۱۸۱۵ء میں ایڈمرل ڈیکیٹر Decatur کے زیر کمان ایک جنگی بیڑہ اپنی تجارت کا تحفظ کرنے کیلئے بحیرہ روم میں بھیجدیا۔ یہی بیڑہ بحیرہ روم میں گشت کررہا تھا اور حمیدون کو اس کی خبر ملگئی تھی لہذا وہ دریا میں نکلنے سے انکار کرتا

مال غنیمت لیکر واپس آیا - علی پاشا - حمیدوں کی واپسی کا حال سُنکر اپنے درباری لباس میں اُس کی ملاقات کو گیا اور اُس سے بہت ہی محبت اور اخلاق کے ساتھ مزاج پرسی کے مراسم ادا کئے - الجزائر کے معزز لوگوں کو پاشا کی اس خفیف حرکت سے سخت حیرت لاحق ہوئی - حمیدوں مذکور بڑا دلیر اور بہادر شخص تھا - اسپین کے لوگ اُس کے نام سے کانپتے تھے اور اپنے بچوں کو اس کے نام سے ڈرایا کرتے تھے - علی پاشا کو وادیٔ زیتون کے باشندوں کی سرکشی کے باعث اُن سے بہت خوف رہتا تھا - وہ لوگ قول اُوغلو کے عثمانی الاصل تُرک قبیلہ کے افراد اور بڑے جنگجو تھے - پاشائے مذکور نے خیال کیا کہ اگر یہ لوگ بگڑ کر حملہ آور ہوئے تو الجزائر کی حکومت لیکر دم لینگے - لہٰذا اُس نے عمر آغا ایک عرب فوج کے سردار کو بلوا کر اُسے قبیلہ قول آوغلو کے لوگوں سے جنگ کرنے پر مامور کیا اور عمر آغا بہت سے عرب سپاہیوں کو فراہم کر کے وادیٔ زیتون کی طرف چلا تاکہ والی کے حکم کی تعمیل کرے - مگر وہ دل میں والی کی طرف سے کینہ رکھتا تھا لہٰذا وادی زیتون میں پہنچتے ہی وہ قول آوغلو قبیلہ کے ساتھ ملگیا اور اُسنے اندرونی سازش کا جال پھیلا کر والی مذکور کو قتل کرانا چاہا - اُس نے والی کے خاص خدمتگار کو گانٹھ لیا اور اُسے ہدایت کی کہ میرے آدمی اپنا کام کر لینگے تم صرف اتنی مدد کرنا کہ پاشا حمام میں جائے تو حمام کا دروازہ خوب مضبوطی سے بند کر دینا - اور جب یہ کارروائی مکمل ہوگئی تو پاشا کے حمام میں پہنچ لینے کے بعد خادم نے دروازہ باہر سے بند کر لیا اور عمر آغا کے گماشتوں نے حمام کی بھٹی کو اس قدر گرم کیا کہ حمام کی گرمی معمولی درجہ سے ناقابل برداشت حد تک ترقی کر گئی اور جب پاشا گھبرا کر وہاں سے نکلنے لگا تو دروازہ بند ملا اور اس طرح وہ اُسی جگہ گھُٹ کر مرگیا - حاجی علی پاشا کی وفات کے بعد ولائیت کا منصب عمر آغا کے سامنے پیش کیا گیا مگر اُس نے انکار کر دیا اور محمد پاشا خزانہ دار کی تقرری کا اشارہ کیا ۔

خزانہ دار حاجی محمد پاشا

(۱۲۲۸ھ) (۹۰) سال کی عمر میں مسند گورنری پر متمکن کیا گیا - اُس نے ضعفِ پیری کے باعث اپنے جوان اور لائق فرزند مصطفیٰ پاشا کو امورِ حکومت کا نگران مقرر کیا اور مصطفیٰ نے

بھی انہی شرائط پر صلح کر لیجائے۔ دائی عمر پاشا نے ان سخت شرائط کا کچھ بھی جواب نہیں دیا اور اس نے توپخانوں کو غنیم کے بیڑہ پر گولہ باری کا حکم دیدیا طرفین سے آتشباری ہونے لگی اور اس زور سے توپیں گرجتی تھیں کہ آسمان پھٹ پڑنے کا خطرہ پیدا ہوتا تھا متحدہ جہازوں نے چند الجزائر کی بالٹیوں کو ناموش بنانے اور لنگرگاہ میں رکے ہوئے جہازوں کو جلا سکنے میں کامیابی حاصل کی تھی کہ رات کے وقت تُند اور مخالف ہوا چلنے لگی اور جلتے ہوئے الجزائری جہازات میں سے تین جہاز موجوں کے تھپیڑوں سے بہ کر بندرگاہ کے باہر نکل گئے اور متحدہ بیڑہ اُن کے خوف سے پسپا ہونے پر مجبور ہوگیا۔ دوسرے دن لارڈ ایکسموتھ نے دائی عمر پاشا کو پھر انہی سابقہ شروط کے ماننے کا پیام دیا اور جنگ سے قبل ہی یہ پیام دائی کے پاس آگیا۔ دائی نے پیام صلح مان لیا اور سب شرطیں منظور کر کے اُسی دن معاہدہ صلح پر دستخط بھی کر دیئے اور اس طرح اُس نے انگلش قوم کو دول یورپ کے سامنے بڑا فخر اور وہ بھی مفت میں حاصل کرا دیا۔

متحدہ بیڑہ کے جہازوں کو بھی اس جنگ میں سخت نقصانات پہنچے تھے اور انگریزی بحری فوج میں سے (۸۸۳) سپاہی مقتول ہو گئے تھے۔ ہالینڈ کے سپاہیوں میں سے دو سو آدمی مارے گئے اور تین سو زخمی ہوئے تھے۔ اور عمر پاشا نے اگرچہ اس لڑائی میں نہایت دلیری اور ہمت کا اظہار کیا تھا لیکن ینگچری سپاہ اُس سے ناراض ہوگئی کیونکہ اُن کے خیال میں عمدہ قبو دان کی موت اور دوسرے نامور بحری افسروں کا تلف ہونا اسی حاکم کی عدم لیاقت اور ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ تھا اور اُس پر یہ شرمناک غلطی اور بھی مزید ہوئی کہ اس نے صلح کی ناگوار شرطیں مان لیں جس سے الجزائر کی رہی سہی بحری شوکت خاک میں مل گئی چنانچہ انہوں نے عمر پاشا کو اُس کے ایوان پر حملہ کرکے بُری طرح قتل کر ڈالا اور اُس کے بعد:-

قوجہ علی پاشا

(۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ھ) کو مسند حکومت پر بٹھا دیا۔ یہ پاشا بڑا فاضل آدمی اور مفتی الجزائر کا داماد تھا۔ لوگوں میں اُس کا رسوخ اعلیٰ درجہ کا تھا اور اسی کے ساتھ اقبال کا دھنی بھی تھا۔ جس کام کو ہاتھ لگایا

تھا۔ چنانچہ حمیدون کا بیڑا دیگر تونس کی طرف چلا ہی تھا کہ راستہ میں امریکن بیڑہ نے آ اسکو آلیا اور روک کر جنگ چھیڑ دی۔ حمیدون نے دیکھا کہ موقع نازک ہے نہ بھاگ سکتا ہے اور نہ کوئی پناہ کی جگہ ملتی ہے اس لئے وہ بھی تن بہ تقدیر لڑنے لگا۔ امریکن بیڑہ نے سخت خونریز جنگ کے بعد حمیدون کے بیڑہ میں سے دو جہاز گرفتار کر لئے اور حمیدون مع چند نامی سرداروں کے اس معرکہ میں کام آگیا۔ اور باقی ماندہ الجزائری جہازات بھاگ کر نکل گئے۔ امریکن ایڈمرل یہ فتح حاصل کرکے شہر الجزائر کے سامنے آپہنچا اور والئ عمر پاشا سے گفتگو کا سلسلہ آغاز کیا۔ مشکل یہ تھی کہ اسوقت الجزائر کے تمام جنگ آزما بحری سردار چلے جا چکے تھے اور بندرگاہ کی حفاظت کا ذریعہ باقی نہ تھا۔ اس لئے عمر پاشا نے ارکین مملکت سے بحث اور مشورہ کرکے صلح کی شرطیں مان لیں کیونکہ امریکا والوں سے مقابلہ کی طاقت اُس میں نہیں تھی۔ صلح کی شرطیں یہ تھیں کہ تمام امریکن قیدی بلا کسی فدیہ کے چھوڑ دیئے جائیں اور امریکن گورنمنٹ جو سالانہ رقم الجزائر کی حکومت کو دیا کرتی تھی وہ آئندہ بند ہو جائے ✤

انگلستان اور ہالینڈ کی حکومتوں کو بھی الجزائر والوں کی طرف سے سخت کینہ تھا۔ امریکن بیڑہ کی چیرہ دستی کا حال انہوں نے معلوم کیا تو وہ بھی الجزائر پر چڑھ دوڑیں۔ قرار پایا کہ جبل الطارق کے پاس دونوں گورنمنٹوں کے جنگی جہاز باہم ملکر الجزائر کی طرف پیش قدمی کرینگے۔ لارڈ ایکسمتھ "Exmouth" سنہ ۱۸۱۶ء میں (۳۲) انگریزی جنگی جہازوں کا بیڑہ لیکر الجزائر کی طرف روانہ ہوا اور (۶) ہالینڈی جہازات آکر بھی اُس میں آکر مل گئے۔ اس زبردست بیڑہ نے شہر الجزائر کے سامنے آکر شمال سے جنوب مشرقی سمت تک اُسکا ایک مسلسل لائن نیم دائرہ کی شکل میں بناکر محاصرہ کر لیا۔ اور اس کے بعد ایڈمرل ایکسمتھ نے مشرائط صلح کی یادداشت والئ عمر پاشا کے پاس ارسال کر دی ✤

شرطیں یہ تھیں کہ تمام عیسائی قیدی بلا کسی فدیہ کے رہا کئے جائیں۔ سرڈینیا اور نیپولی کی دونوں حکومتوں نے جو رقمیں حال میں اپنے اسیران جنگ کے فدیہ میں ادا کی ہیں وہ سب واپس کی جائیں۔ غلامی کا انسداد کیا جائے۔ اور چوتھی شرط یہ تھی کہ ہالینڈ کے ساتھ

رعایا جوکہ منجملہ اُن دو تاجروں کے ایک شخص تھا جنہوں نے سنہ ۱۲۰۸ھ میں بعہد حسن پاشا حکومت فرانس کے لئے غلہ بہم پہنچانے کا ٹھیکہ لیا تھا۔ اُس نے تجارت مرجان کا مقررہ ٹکس وقت پر ادا کرنے میں دیر لگائی اور اُس سے تقاضا کیا گیا تو یہ جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ نہیں ہے۔ ہاں فرانس کے چند سوداگروں سے مجکو رقم کثیر ملنے والی ہے وہ آجائے تو فوراً محصول ادا کر دونگا۔ یہ عذر سنکر والی الجزائر نے ایک مراسلت فرانسیسی حکومت کے پاس اِس مضمون کی ارسال کردی کہ وہ فرنچ سوداگروں کو طلیانی تاجر کا مطالبہ ادا کرنے کی ہدایت کرے تاکہ حکومت الجزائر اُس سے اپنا حق وصول کرے۔ اور اِس مراسلت کا جواب جلد مانگا۔ والی نے یہ مراسلت فرنچ سفیر موسیو ڈول Deval کے پاس ارسال کردی تاکہ وہ حکومت فرانس سے جواب منگا لے اور یہ مراسلت سنہ ۱۸۲۳ء میں ارسال کیگئی تھی۔ پھر مراسلت جانے کے ایک ماہ بعد عید الفطر کے موقع پر فرنچ سفیر بہت سے یورپین لوگوں کے ہمراہ والی کے دربار میں آیا اور والی نے اُس سے دریافت کیا کہ اُس کی ضروری مراسلت جسکا جواب جلد مانگا گیا تھا ابتک کیوں معرض تعویق میں پڑی ہے؟ سفیر نے اِس بات کا جواب ذرا غرور اور سختی کی شان سے برسر دربار یہ دیا کہ "میرے بادشاہ کے یہاں آپکے ایسے سیکڑوں پاشا ہیں اور اُن کے ضروری مراسلے آتے جاتے ہیں اِس لئے جواب نمبروار ملتا ہے اور جب آپکی مراسلت کا نمبر آئیگا تو اُسکا بھی جواب ملیگا"

چونکہ کانسل ترکی زبان میں گفتگو نہیں کرتا تھا اور اُس کی گفتگو کا ترجمہ درشت اور سخت الفاظ میں والی کو سنایا گیا۔ پھر فرنچ کانسل جنرل کے چہرہ پر بھی غرور و برہمی کے آثار عیاں تھے لہٰذا والی کو سخت غصہ آگیا اور اُس کے ہاتھ میں ایک چھتری تھی اُسی کو کھینچکر فرنچ کانسل کے سر پر مار دیا اور پیچ و تاب کھا کر شاہ فرانس کو سخت و سست کہنا شروع کیا۔ فرنچ کانسل تو فوراً مجلس سے نکلکر اور اپنے ملک کے جنگی جہاز پر سوار ہوکر الجزائر سے چلا گیا کیونکہ اُسوقت تمام دول یورپ کا ایک ایک جنگی جہاز اپنے کانسل اور رعایا کی حمایت کے لئے الجزائر کے بندرگاہ میں موجود رہتا تھا۔ اور یہاں پاشا کو غصہ فرو ہونے کی

پوری طرح انجام دیکر ٹلا - رعایا اور شہر کے عمائد اُس کے مددگار و معین تھے سب سے پہلا
کام اُس نے یہ شروع کیا کہ سلطنت کا خزانہ اور دربار حکومت شہر سے قلعہ میں منتقل
کر لیگیا اور باغی نقش ینگیچریوں کی شورش کے نتیجہ سے بیخطر بن بیٹھا - پھر اُس نے
ایک خاص باڈی گارڈ کا رسالہ اہل عرب اور غلاموں کی جماعتوں سے کر کے اسطرح
ایک زبردست فوج کی ترتیب کا بنیادی پتھر نصب کر دیا جسکا منشا یہ تھا کہ سلطنت کو اپنی
اولاد و احفاد میں موروثی بنا سکے اور ینگیچریوں کی ظالم جماعت کو مٹا ڈالے مگر ابھی وہ
ان ارادوں کا راستہ ہی درست کر رہا تھا کہ موت نے اُس کی تمام آرزوؤں کا خون
کر ڈالا اور اُس کی حکومت کے چھٹے مہینے ہی میں ملک پر ایک سخت وبا کی آفت نازل
ہوئی جسمیں وہ خود دنیا سے چل بسا - لوگوں کو اس والی کے مرنے کا بڑا سخت اَلم ہوا - اس
کی نسبت علم دوست ہونے کی صفت پر حائز ہونا بیان کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ
بڑا سفاک، اور عیش پسند تھا اور اُس کی جگہ :-

حسین پاشا (۱۲۳۴ - ۱۲۴۶ھ) کا دائی کے منصب پر تقرر ہوا - اس کے لئے
ینگیچریوں نے آستانہ علیہ سے تلوار اور زرہ علامتِ منظوری
تقرر بھی منگوالی - پہلے یہ شخص دائی الجزائر کا داروغہ اصطبل تھا - اس کے عہد حکومت کے
پہلے تین سالوں میں لوگ اسکا ہیبت کچھ رعب مانتے رہے اور اس بات سے اُسکو غرور
سا پیدا ہو گیا چنانچہ اُس نے خود رائی پر کمر باندھی - کسی کی رائے یا صلاح کا ماننا عار شمار
کرتا اور ارکان دولت کے مشوروں پر کبھی کاربند نہیں ہوتا تھا - اسوجہ سے ملک میں خرابیاں
پیدا ہو گئیں اور ہر گوشہ مملکت سے بدنظمیوں کی خبریں آنے لگیں - اس کے کچھ زمانہ بعد الجزائر
کے بحری - ہرنوں نے پھر سمندر میں کھلبلی ڈالدی اور دول یورپ کو اُن کے ظالمانہ حملوں
کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی انسداد کی طرف مائل ہوئیں - ان غارتگروں نے اب بحیرہ روم
سے بھی باہر تک اپنی لوٹ مار کا سلسلہ ممتد کر دیا تھا اور بحر شمالی تک بھی وہ جا پہنچتے تھے
اُنکی لوٹ مار کی شکایتیں بڑھتی جاتی تھیں کہ اسی اثنا میں فرانس اور الجزائر کے مابین
کشیدگی پیدا ہو گئی اور اسکا باعث یہ تہا کہ یعقوب کوہین بقری لیفورنی نامی سوداگر اٹلی کی

دین تھا اور وہ بعض فرنچ سوداگروں سے کچھ پانے والا اور چند کو کچھ رقم ادا کرنے والا تھا - یہ جھگڑا حسین پاشا تک پہنچا اور پاشا نے یہ خیال کرکے کہ اپنی رعایا یہودی تاجر کی رقم خود بآسانی ہضم کرسکیگا فرنچ سوداگروں کے مقابلہ میں اُس کی حمایت کی اور ایسا فیصلہ صادر کیا جسکی رُو سے فرنچ سوداگروں پر ایک بیش قرار رقم کا ادا کرنا لازم ہوگیا - رقم ادا کرنے کی قریب آگئی تو ناگہاں چند دوسرے فرنچ سوداگروں نے بقری مذکور پر اپنے بھاری مطالبہ کی نالش دائر کردی اور اُسکو ملنے والی رقم ملتوی کراکے اپنے قرضہ میں مجرا لینے کی ٹھہرا دی - حسین پاشا کا اس صورت میں ذاتی نقصان تھا وہ اسپر راضی نہوا اور اُس نے کہا کہ جبتک الجزائر کے یہودی تاجر کو رقم وصول نہ ہوجائے اُسوقت تک قرقی یا ضبطی بے قاعدہ ہے - لیکن خود بقری اس بات کو پسند کرتا تھا کہ فرنچ سوداگروں میں سے اُس کے دائن اور مدیون باہم نپٹ لیں تاکہ اُسکو قرضہ سے نجات ملجائے اور پاشا اُس کی رقم نہ اُڑا سکے - پاشا نے یہ بات فرنچ کانسل سے قرقی اٹھا لینے کو کہا مگر اُس نے کہا کہ ضبط شدہ مال مدیون کا ہے اور دائنوں کو اُسپر لینے کا حق حاصل ہے - ہاں اگر مدیون کی ضمانت کوئی قابل اعتبار اور ایسا شخص کرے جسکو دائن پسند کرلیں تو مال کی ضبطی سے واگزاشت ہوسکیگا پاشا نے اب کانسل کو چھوڑدیا اور حکومت فرانس سے اس بارہ میں خط کتابت شروع کردی اور کانسل کے پاس اپنی مراسلت ارسال کرکے گورنمنٹ فرانس تک پہنچانے کو کہا - عرصہ تک مراسلت کا کوئی جواب نہیں آیا اور آخر ایک دن فرنچ کانسل کسی خاص پاشا کے پاس آیا تو پاشا نے اُس سے دریافت کیا "تمہاری گورنمنٹ نے میری مراسلت کا کوئی جواب نہیں دیا؟" کانسل نے کہا "گورنمنٹ نے وہ مراسلت میرے ہی پاس واپس کردی ہے اور ہدایت کی ہے کہ میں اسکا جواب دیدوں" پاشا "یہ کیوں؟ تمہاری گورنمنٹ نے خود کیوں جواب نہیں دیا؟" اسکے جواب میں فرنچ کانسل نے کوئی ایسی بات کہی جس سے اُسکا پاشا کو حقیر سمجھنا ظاہر ہوتا تھا اور اسپر پاشا نے ایک تھپڑ جو اُس کے ہاتھ میں تھی فرنچ کانسل کو مارکر دربار سے نکلوادیا

بعد اپنی بیجا حرکت پر ندامت ہوئی اور اس نے اسکا انجام سوچا تو بہت برا نظر آیا اس لئے دربار میں مشورہ کی کھچڑی پکنے لگی کہ اب کیا کیا جائے؛ علی رضا پاشا مؤلف کتاب "تاریخ حوادث الجزائر" کے باپ نے پاشا سے کہا کہ آپ فوراً اپنے جنگی استحکامات اور بیڑہ کی درستی کرلیں اور کیل کانٹے سے لیس ہو رہیں ورنہ غنیم کا حملہ یکایک روکا نہ جاسکیگا یہ نہایت صائب رائے تھی اور رائے دینے والے نے فرانس میں تجارت کے ذریعہ سے قیام کرکے وہاں کی بحری اور جنگی قوت کا خوب اندازہ کیا تھا۔ مگر پاشا اور الجزائر کے ارکان مملکت جنکو بسم اللہ کے گنبد سے نکلنا نصیب نہیں ہوا تھا اس قابل قدر رائے پر عمل کرنے میں تساہل سے کام لیتے رہے اور اپنی قوت کافی تصور کرتے رہے کیونکہ ان بیچاروں کو دول یورپ کی روزافزوں ترقیوں کا کیا علم تھا +

کتاب صفوۃ الاخبار کے مؤلف نے اس واقعہ کو جس طرح بیان کیا ہے اگرچہ وہ ہماری روایت سے کچھ مختلف ہے لیکن ناظرین کو معاملہ کے ہر ایک پہلو پر آگاہ بنانے کے خیال سے ہم اس کے بیان کا ماحصل بھی ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ یہ اہم واقعہ جس نے الجزائر سا عمدہ ملک دولت علیہ کے ہاتھوں سے مفت کھو دیا۔ پوری طرح اُن کے ذہن نشین ہوجائے۔ وہ لکھتا ہے ا۔

"مملکت فرانس نے علوم و فنون میں ترقی اور نئی نئی ایجادیں کرکے اپنی قوت خوب بڑھالی تو اسکو دنیا میں نام و نمود پیدا کرنے کا شوق دامنگیر ہوا۔ اُسوقت دولت علیہ کئی طرح کی مشکلوں میں پھنسی تھی۔ ینگچری سپاہ کی شورشیں، اندرونی بغاوتیں، روسی حکومت سے جنگ کا مسلسل جاری رہنا۔ اور یونان کی بغاوت ہر ایک بات اُس کے لئے آفت جان بن رہی تھی اور اسپر طرہ یہ تھا کہ ماتحت ممالک کے صوبہ دار اور والی بھی سرکشی دکھاتے تھے حسین پاشا الجزائر کا والی نہایت ظالم اور ناعاقبت اندیش تھا اور پرلے درجہ کا رشوت خوار۔ اُس نے فرنچ کانسل جنرل کی سخت اہانت کی اور اسکا سبب ابن الضیاف کی تاریخ میں یہ بیان ہوا ہے کہ الجزائر کے ایک مقتول یہودی تاجر [illegible] کا چند فرانسیسی سوداگروں سے تجارتی لین

کرنے میں مصروف تھی جوکہ دول یورپ کی اندرونی اور نیم ظاہری اعانتوں کے بل
پر قائم ہوئی تھی اور خاص کر مملکت فرانس کو یونان کے آزادی دلانے کا بڑا جوش
آرہا تھا مگر دولت عثمانیہ نے باوجود اِن سب باتوں کے بھی بڑی کوشش کرکے
یونان کی آتش بغاوت فرو کردی تھی اور ملک میں پھر امن وامان قائم کردیا تھا لیکن
حکومت روس یونانیوں کی مدد پر اُٹھ کھڑی ہوئی اور اُس نے ۱۸۲۶ء میں انگلستان
وفرانس کو بھی اپنے موافق بنالیا چنانچہ اِن ہر سہ یورپین سلطنتوں نے مسئلہ یونان میں
جنگی دخل دینے پر اتفاق کرلیا اور انکے متحدہ بیڑے تُرکوں کو مجبور بنا کر اُن سے یونان
کی آزادی منوانے کے لئے روانہ ہوئے۔ پھر ۱۸۲۷ء میں بمقام لندن اِن ہر سہ حکومتوں
نے ایک باہمی معاہدہ مذکورہ بالا مضمون کا کرلیا اور اُن کے متحدہ بیڑہ نے شہر ناوارین
کے بندرگاہ میں اچانک گھُسکر دولت عثمانیہ، حکومت مصر، تونس، اور الجزائر کے
جہازوں کا زبردست بیڑہ برباد کرڈالا اور اُسکو تمام جلا کر خاک کرڈالا۔ اور جب
یہ کارروائی انجام دیچکے تو پھر دول یورپ نے حکومت عثمانیہ سے یونان کی آزادی
ماننے کا پیام دیا۔ اور حکومت علیہ نے سیاسی طریقوں کے ساتھ اُنکو انکاری جواب
دیا تو اب تنہا روسی حکومت اِس امر پر آمادہ ہوگئی کہ وہ حکومت عثمانیہ سے یونان
کی آزادی زبردستی منواکر رہیگی اور اس میں انگلستان وفرانس بھی روسی گورنمنٹ کے
دست وبازو تھے۔ اسکا نتیجہ روسی گورنمنٹ کا اعلان جنگ کرنا اور قلمرو عثمانیہ پر فوجکشی
کردینا برآمد ہوا۔ ٹرکی سلطنت عرصہ کی مسلسل لڑائیوں کے باعث کمزور ہورہی تھی اور
اُس کی کارآمد سپاہ ملکی بغاوتوں کے فرو کرنے میں متفرق مقاموں پر پھنسی ہوئی تھی
اِس لئے وہ روسی حملہ نہ روک سکی اور روسی فوج یکے بعد دیگرے بہت سے
ایشیائی اور یورپین ٹرکی کے قلعہ جات کو چھینتی ہوئی دار الخلافت عثمانیہ کے قریب
آپہنچی۔ غرضکہ اب مجبوراً حکومت عثمانیہ نے صلح کی درخواست کی اور ۱۸۲۹ء میں
مشہور معاہدہ ایڈریا نوپل لکھا گیا جس سے گورنمنٹ روس کو بحیرہ اسود سے بحیرہ روم
میں براہ خلیج وآبنائے شاخ زریں جنگی جہازات لانے کی اجازت ملگئی۔ اور ٹرکی نے

اور اُسے بقری کا روپیہ ہاتھ نہ آنے سے سخت تاسف ہوا۔ حکومت فرانس نے حسین پاشا کو دھمکایا کہ تو نے فرنچ کانسل جنرل کی ہتک کیوں کی ہے اور نرمی کے ساتھ کہا کہ کانسل سے معافی مانگھ لے۔ مگر پاشا نے باوجود دولت عثمانیہ کی طرف سے طلب معذرت کا حکم ملنے کے برابر انکار ہی کیا اور وہ اپنی ضد پر قائم رہا۔ الجزائر کے باشندوں اور غیر ملکی نوواردوں نے بھی اُسے فہمائش کی مگر وہ کب سُننے والا تھا۔ حکومت فرانس اُسوقت کئی طرح کی اُلجھنوں میں مبتلا تھی۔ اندرونی شورشیں اُسکو بیرونی حملوں سے روک رہی تھیں اسواسطے اور کچھ خونریزی کو روکنے کی غرض سے اُس نے پاشا کو یہانتک آسانی دی کہ اُس کی رعایا کا کوئی شخص جو فرانس میں ہو وہی اُس کی طرف سے معافی مانگ لے لیکن حسین پاشا اسپر بھی راضی نہوا تو مجبوراً فرنچ جنگی بیڑہ نے الجزائر پر حملہ کر کے یہ شہر فتح کرلیا اور پاشا کو گرفتار کر کے پیرس لیگیا جہاں سے واپس آکر اُس نے اسکندریہ میں وفات پائی۔

مورخ مذکور نے حسین پاشا کے ان کارناموں کو اُس کی غیر وطن دوستی پر محمول کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ جس ملک کی خاک سے نہیں تھا اُسکی کیا پرواہ کرتا چنانچہ اسی سبب سے اُس نے ملک کی کمزوری کو بخوبی جاننے کے باوجود ایسی خطرناک حرکت کی جس سے غیر قوم نے ملک پر تسلط کرلیا اور اس کے علاوہ ملکی رعایا بھی اُسکی مظالم سے نالاں تھی۔ اھ*

اُن اُلجھنوں کا بیان جنہوں نے دولت علیہ کو الجزائر کے مسئلہ میں قوت کیساتھ مداخلت کرنے سے روک دیا تھا

سنہ ۱۲۳۶ھ مطابق سنہ ۱۸۲۰ء میں دولت علیہ یونان کی اُس بغاوت کو فرو

افسر نے دانی حسین پاشا کے پاس حاضر ہو کر محمد علی پاشا کی تحریر اُس کے حوالہ کی۔ مگر حسین پاشا نے اُسکو نامنظوری کے سوا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ شام کے وقت مصری جہاز پر بگل بجا کیونکہ اُسوقت مصری سپاہ میں اُسی کا رواج تھا تو حسین پاشا نے کہا کہ یہ بگل آجکل اہل فرنگ کے یہاں مستعمل ہوتا ہے۔ مصری جہاز پر اسکا کیا کام ہے؟ اب اُسے شک پیدا ہوا کہ یہ جہاز مصری نہیں ہے اور اُس نے بگل بجانے کی ممانعت کا حکم بھیجا اور ساتھ ہی مصری جہاز کے کپتان سے فوراً واپس جانے کا بھی پیام کہلا بھیجا اور کہلایا کہ ابھی بندرگاہ کو نہ چھوڑ دوگے تو سخت سزا کے مستوجب ہوگے۔ مصری کپتان جہاز یہ پیام سُنکر فوراً اسکندریہ کو پلٹ گیا اور اُس نے تمام حال محمد علی پاشا سے عرض کیا۔

شارل دہم شاہ فرانس کو محمد علی پاشا کی وساطت کا ناکام رہنا معلوم ہوا تو اب خود اُس نے ایک بڑا جنگی غلیون جہاز ارسال کیا اور اس جہاز نے الجزائر کے قریب پہنچکر گفتگوئے صلح کرنے کی علامت سفید نشان بلند کر کے بندرگاہ سے نزدیک ہی لنگر ڈالدیا اور پھر اُسپر سے موسیو «دبریٹونیر» m. de la Bretonnière «چند دیگر افسروں اور موسیو بیانکی مشہور لغت کے مؤلف کو لبطور ترجمان لیکر ساتھ خشکی میں اُترے اور والی سے گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی ....

پاشا نے اُنہیں اپنے پاس بُلوایا اور قاعدہ کے ساتھ پیش آکر آنے کی وجہ دریافت کی۔ فرنچ سفیر نے کہا «جناب عالی! ممکن ہے کہ ہمارے کانسل نے کچھ بے ادبی کی ہو لیکن آپکو یہ ہرگز مناسب نہ تھا کہ چھوری سے مارتے۔ لیکن جو کچھ ہوا وہ تو ہو گیا اب ہم آپ کے پاس صلح کے خواستگار ہو کر آئے ہیں اور اپنے جہاز پر ایک کثیر رقم آپکی نذر گزراننے کو لائے ہیں ہم آپ سے صرف اتنی امید کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ اپنا ایک آدمی فرانس میں بھیج دیجئے اور ہم اُسے لیجا کر اپنے ملک میں صرف یہ ظاہر کرینگے کہ گویا صلح کی درخواست خود آپکی طرف سے ہوئی ہے اور اپنی قوم کا جوش فرو کر کے آپکے حسب منشا صلح کی قرار داد کر دینگے۔ کیونکہ ہمارے تاجدار کو جنگ اور خونریزی سے نفرت

یونان کی آزادی میں تسلیم کرلی ٭

جسوقت دولت علیہ مذکورہ بالا آفتوں میں مبتلا تھی عین اُسی وقت الجزائر کا وہ مسئلہ بھی نمایاں ہوگیا جسکا اوپر ذکر ہوچکا ہے اور حکومت علیہ نے جنگ روس سے فراغت حاصل کرکے جسقدر اُس کے امکان میں تھا وہاں تک الجزائر کے مسئلہ میں مرحوم محمد علی پاشا امیر مصر اور فرانس کے ساتھ خط و کتابت شروع کردی اور حسین پاشا الجزائر کے والی سے بھی اس بارہ میں رسل و رسائل کا سلسلہ آغاز ہوا۔ اتفاق سے فرانس کے جس بیڑہ نے سواحل الجزائر کا محاصرہ کیا تھا اسمیں دس فرقاطہ اور دو قرویت جہاز شامل تھے ازانجملہ ایک قرویت اور ایک فرقاطہ دونوں بندرگاہ الجزائر میں واپس آنے پر قادر نہو سکے اور مجبوراً اسکندریہ کے بندرگاہ میں پناہ لینے چلے گئے تھے اور محمد علی پاشا نے اُن دونوں جہازوں کو اپنے جنگی بیڑہ میں شامل کرلیا تھا۔ اسی اثناء میں فرانس کی حکومت نے محمد علی پاشا سے درخواست کی کہ وہ الجزائر کے مسئلہ میں وسیط بنکر باہمی فیصلہ کرا دے اور محمد علی پاشا نے اس شرط پر الجزائر کو فرانس کا مطیع بنا دینا قبول کیا کہ مملکت فرانس اپنے حسب منشا فیصلہ ہوجانے پر اُس کو اُن بیس جنگی جہازوں کا مالک کردے جو سرحدات الجزائر پر حملہ کرنے کے لئے بطور کمک ارسال کریگی۔ اور اس کے علاوہ الجزائر کی مملکت کا کچھ سالانہ خراج دولت علیہ کو ادا کرنے کی بھی پابند رہیگی۔ مگر یہ معاہدہ کچھ سیاسی اسباب سے مکمل نہو سکا جس میں بڑی زبردست وجہ یہ تھی کہ اُسوقت محمد علی پاشا کو سب سے پہلے اپنا قدم مصر کی امارت پر جمانے کی فکر لاحق تھی اور اگر وہ فرانس کے ساتھ الجزائر کی سلامتی کے خلاف معاہدہ کر لیتا تو اُس کی نسبت جو باتیں (باغی اور غاصب وغیرہ ہونے کی) کہی جاتی تھیں اُنکا صاف ثبوت بہم پہنچ جاتا اور اسی واسطے محمد علی پاشا نے صرف مصالحت کے طور پر معاملہ میں دخل دینا ہی قبول کیا اور اپنی طرف سے ایک جنگی جہاز پر ایک مامور کو ارسال کیا جسکو حسین پاشا والی الجزائر کے نام نصیحت آمیز تحریر حوالہ کرکے جواب لانے کی ہدایت کردی تھی۔ یہ جہاز الجزائر کے بندرگاہ میں پہنچا اور مصری

کے کانسل جنرل متعینہ الجزائر نے جو اہل الجزائر کا نہایت ہوا خواہ تھا حکومت الجزائر کو جنگی تیاریاں مکمل کرنے کی ہدایتیں شروع کردیں مگر وہاں چکنے گھڑے پر پانی کی بوند کیا ٹھیرتی تھی۔ کانسل مذکور نے عرب فوج کے سپہ سالار یحییٰ آغا سے جو ایک تجربہ کار اور فنون جنگ کا ماہر افسر تھا۔ کہا کہ غالباً فرنچ بیڑہ الجزائر پر سیدی فرج کی سمت سے حملہ کریگا لہٰذا آپ جلد وہاں جنگی استحکامات بنوالیں تاکہ غنیم کو خشکی میں آنے سے روک سکیں۔ اور یحییٰ آغا نے اُنکی رائے صائب کو مان لیا۔ مگر جس وقت وہ قلعہ بنوانے لگا اور یہ خبر حسین پاشا کو ملی تو اُس نے برافروختہ ہوکر یحییٰ آغا کو اُس کے منصب سے معزول کردیا اور بجائے اُس کے اپنے داماد ابراہیم آغا کو عرب فوج کا اعلےٰ افسر بنادیا جو بڑا نادان اور فنون جنگ سے محض بے بہرہ تھا۔ اور اس کے بعد پاشا نے یحییٰ آغا کو شہر بدر کرادیا اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اُسے خفیہ طور سے قتل بھی کراڈالا۔ اور اس طرح ضرورت کے موقع پر اُس نے حکومت الجزائر کا سب سے اچھا اور لائق فوجی افسر بھی ہاتھ سے کھودیا۔ یحییٰ آغا کے اس طرح مارے جانے کا صدمہ تمام عرب لوگوں اور ترکی سپاہیوں کو ہوا کیونکہ وہ فنون حرب کا بے مثل ماہر ہونے کے علاوہ تمام لوگوں میں بے حد ہردلعزیز بھی تھا۔

چھٹی فصل

الجزائر پر فرانسیسی قبضہ

فرانسیسی حکومت نے الجزائر پر قبضہ کرنے کا پختہ ارادہ کرکے تیس ہزار پیدل اور دو ہزار سوار سپاہیوں کی فوجی جمعیت زیر کمان جنرل بورمون "Bourmont" تیار کرلی۔ یہ جنرل وہی تھا جس نے معرکہ واٹرلو میں نپولین بونا پارٹ کیساتھ

ہے اور ہمارا خیال ہے کہ اس رائے سے آپکو بہت فائدہ پہنچیگا "

حسین پاشا فرنچ سفیر کی ایسی عاجزانہ گفتگو سنکر سمجھا کہ حکومت فرانس نے ایسی صلح محض الجزائر کے خوف سے منظور کی ہے لہذا وہ اور بھی حماقت ظاہر کرنے پر آمادہ ہوگیا اور اس نے نہایت برہمی اور غیظ دکھاکر کہا " نہیں ہم لڑائی کے سوا کچھ نہیں چاہتے " لائق ترجمان نے پاشا کے قول کا ترجمہ نہایت نرم الفاظ میں کرکے فرنچ افسروں کو سنایا اور اس نے اپنے دل میں پاشا کے برتاؤ پر افسوس کرتے ہوئے پھر اس سے نرمی اور آسانی کے ساتھ کہا "جناب والا! آخر آپ اپنی اس نقصان رساں ضد پر بہت پچھتائینگے"، مگر حسین پاشا پر یہ نرمی کب اثر کرسکتی تھی اس نے صلح ماننے سے برابر انکار ہی کیا اور بار بار یہی کہا "ہاں ہم لڑائی کے طالب ہیں" مسیو بریٹونیز اپنے اسٹاف والوں کے ساتھ جہاز پر واپس چلے گئے اور پاشا نے ان کے پیچھے ہی پیچھے یہ حکم بھیجدیا کہ ابھی اپنے جہاز کو بندرگاہ کے سامنے سے ہٹا لو۔ اور قلعہ کے نگہبانوں کو حکم دیدیا کہ اب اگر یہ جہاز پھر کر قلعہ کے سامنے آئے تو فوراً اسپر گولہ باری شروع کردینا۔ فرنچ جہاز روانہ ہوا تو اتفاق سے باد مخالف نے اسکو پھر قلعہ کے نیچے پناہ لینے اور اس سے قریب چلے آنے پر مجبور بنا دیا۔ بائی حسین پاشا سے اسی کے بہت سے مشہور بحری افسروں نے کہا بھی کہ یہ جہاز مجبوراً قلعہ کے قریب چلا آیا ہے اور ہوا اسکو زبردستی ہٹاتی لائی ہے لیکن اس نے توپچیوں کو جہاز پر گولہ باری کا حکم دیدیا۔ توپخانہ کے افسروں نے پھر کہا کہ حضور! ابھی تو جہاز پر سفید نشان اُڑ رہا ہے اور یہ قاصد ہونے کی علامت ہے اس لئے بحری قوانین ہرگز ایسی حالت میں جنگی کارروائی کرنیکی اجازت نہیں دیتے "، مگر پاشا نے انکو ڈانٹ بتاکر حکم دیا "دوجاؤ . توپوں کو فیر کرو ورنہ تمہارا سر قلم کیا جائیگا" اب سپاہیوں نے مجبور ہوکر توپوں کو بتی دکھادی اور فرنچ جہاز پر گولے برسنے لگے۔ فرنچ جہاز بمشکل تمام قلعہ کی سمت سے بچکر بھاگتا ہوا بندرگاہ "تولون" میں واپس پہنچا تو اُسنے تمام سرگذشت گورنمنٹ فرانس سے عرض کی۔ ادرپھر شاہ فرانس نے الجزائر پر قبضہ کرنے کیلئے ایک زبردست فوجکشی کا اہتمام شروع کیا۔ فرانس کی جنگی تیاریوں کی خبر مشہور ہوئی تو حکومت فلیمنگ

خشکی پر اُتارنا شروع ہوگیا۔ فرنچ افسروں کو خیال تھا کہ اس سیدی فروج کی چوٹی پر ضرور کوئی مستحکم قلعہ ہوگا اور اس کی گولہ باری فوج کا صحیح و سلامت خشکی میں پہنچ جانا دشوار بنا دیگی خصوصاً اگر کہیں اُس کی کچھ توپیں بڑے دہانہ کی ہوئیں تو اور مشکل پڑیگی۔ اور وہ تمام رات اسی بے چینی میں مبتلا رہے کہ کیا تدبیر اپنے تحفظ کی نکالیں اصل یہ ہے کہ الجزائر والوں نے اس مقام کو قلعہ بند نہ کرنے میں کمال غلطی سے کام لیا تھا کیونکہ اس جگہ کا جنگی استحکام سے خالی ہونا ہی فرنچ حملہ کی کامیابی کا بڑا سبب ہُوا۔ الجزائر والوں کو اپنی کامیابی اور فتح پانے کا ایسا قوی یقین تھا کہ انہوں نے اس جگہ کو عمداً بے پناہ رکھا۔ اور خیال کیا کہ اس طرح فرانسیسی سپاہ تمام ساز و سامان کے ساتھ خشکی میں آئیگی اور ہم اُس کو ہزیمت دینگے تو پھر بہت کچھ مال غنیمت ہاتھ لگیگا اور اسی خیال میں اُنہوں نے صرف چار باٹریاں ساحل کے قریب بلند جگہوں پر قائم کردی تھیں اور باٹریاں بھی اتنی ہلکی کہ دو تین توپوں اور چند شترنالوں سے زائد کسی توپخانہ میں نہ تھیں۔ غرضکہ فرانسیسی سپاہ بڑی آسانی سے خشکی میں اُتر آئی اور اُس نے اپنا توپخانہ بھی اُتار کر درست کرلیا۔ فرنچ سپاہ صف بندی کرکے بڑھی اور اُن کی بحری فوج کے ایک دستہ نے سیدی فروج کے بُرج پر قبضہ کرلیا۔ اور اب فرنچ سپاہ قاعدہ کے ساتھ آگے بڑھی۔ الجزائر والوں نے گولیاں برسانا آغاز کردیا اور کچھ دیر کے بعد اُن میں چند عرب سپاہیوں کے دستے جو کہ بلند مورچوں سے توپیں فیر کر رہے تھے خود بخود مرعوب بنکر بھاگ نکلے اور اس طرح اُن کے رہے سہے موقعے بھی ہاتھ سے نکل گئے ورنہ وہ اُس جگہ سے باقی ماندہ خشکی میں اُترنے والی فرنچ سپاہ کو اچھی طرح ہلاک کرسکتے تھے ۔

الجزائری سپاہ اسی ہرج و مرج میں مبتلا تھی کہ اُدھر فرانس والوں نے اپنی ساری فوج، جنگی ذخیرے، سامان رسد، اور گھوڑوں وغیرہ کو ایسی پھرتی کے ساتھ اُتار لیا کہ اُس کے نظم اور چُستی کا خیال بھی حیرت انگیز ہوتا ہے اور اسی واسطے فرنچ حملہ کو خوب کامیابی ہوئی اور وہ اپنا جملہ سامان خشکی میں لے آیا جس حالت میں فرنچ

بے وفائی کرنے میں شہرت حاصل کی ہے۔ اور ایک جہازی بیڑہ (۵۵) باربرداری کے۔ (۳۴۷) سواری کے۔ اور (۶۰) جنگی جہازوں سے مرکب کر کے وائس ایڈمرل ڈوپیری Duperre اور کونٹر ایڈمرل روزامیل Rosamel کے زیر کمان دیا۔ یہ بیڑہ (۲۵ مئی ۱۸۳۰ء) کو زوال آفتاب کے بعد دو بجے دن کے وقت بندرگاہ تولون سے نکلکر کھلے سمندر میں آیا۔ اسوقت ہوا بہت ہی لطیف اور شفاف چل رہی تھی اور بیڑہ کی حس و حرکت میں عجب طرح کی خوبی نظر آتی تھی۔ بندرگاہ پر ہزاروں دور دور سے آئے ہوئے تماشائیوں کا ہجوم اس حملہ کی تیاری دیکھکر نعرہ ہائے مسرت بلند کر رہا تھا اور اس لشکر کشی میں فرانس کے بڑے نامی نامی ادیب، شاعر، مصور، مضمون نگار، اور علما بھی شریک تھے۔ شام ہونے سے پہلے پہلے تمام جہازوں نے کھلے سمندر میں عمودی خط کی شکل میں صف باندھ لی۔ ہر ایک جہاز دوسرے جہاز سے ایڈمرل کے بتائے ہوئے فاصلہ پر کھڑا تھا اور جسوقت بیڑہ چلا ہے اس کے کچھ دیر بعد طوفانی ہوائیں چلنے لگیں جنہوں نے جہازوں کو بالکل منتشر بنا دیا اور زاں بعد جزیرہ میورقہ کے قریب وہ سب جہازات اکٹھے ہوکر لنگرزن ہوگئے کیونکہ مخالف ہوا انکو سفر کرنے سے مانع تھی۔ ۱۰ جولائی تک تمام جہازات اسی جگہ لنگرانداز رہے اور جب ہوائے موافق چلی تو انہوں نے جزیرہ میورقہ کے گھاٹوں سے لنگر اٹھا کر اپنی معمولی ترتیب سے الجزائر کی طرف رخ کیا۔ ماہ جولائی کی تیرہویں تاریخ کو ملاح لوگوں نے صبح کیوقت زمین دیکھکر خوشی کا نعرہ بلند کیا اور فوجی سپاہی مسرور نظر آنے لگے۔ ایڈمرل نے بیڑہ کو ساحل کے قریب اس طرح مرتب کیا کہ محاصرہ کے جہازات کو جنگی جہازوں کے حلقہ میں لیکر الجزائر کے قلعوں کے سامنے سے نکالا اور تمام بیڑہ کو سیدی فروج کی راس سے نزدیک ہونیکا حکم دیا۔ چنانچہ اس دن کے تمام ہونے سے پہلے ہی تمام جہازات جزیرہ نمائے سیدی فروج کی کھاڑی میں لنگرزن ہوگئے اور سپاہیوں نے خشکی میں اترنے کا سامان شروع کر دیا۔ چاندنی رات تھی اور ہوا نہائیت مناسب چل رہی تھی اس لئے کھاڑی میں سکون رہا اور ۱۴ جولائی کی صبح کو پچھلے ہی پہر سے فوجوں کا

باربرداری کے جہازات ضائع ہو گئے تھے اور کسی قدر ہلکی کشتیاں بھی تلف ہوئی تھیں فرنچ ایڈمرل کو اس طوفان نے ایک عمدہ سبق دیا کیونکہ اس نے بہت جلد کشتیوں اور جہازوں سے باقی ماندہ سامان بھی اتروالیا۔ اور اس کے چند روز بعد جزیرہ نمائی سیدی فروج ایک فرانسیسی شہر بنگیا ٭

ابتک فرانسیسی فوج کی حرکتیں محض نئی دریافتیں کرنے اور جنگی مرکزوں کو محفوظ بنانے ہی پر قاصر رہی تھیں اس لئے الجزائروالوں نے سمجھا کہ غنیم اپنی کمزوری کے باعث پیش قدمی نہیں کرتا۔ الجزائر کی فوج فرنچ سپاہ کے اگلے مورچوں سے تین میل کے فاصلہ پر کیمپ قائم کئے تھی اور اس کی تعداد (۴۰۰۰۰) تھی جسمیں عرب، ترک ینگچری، اور دیگر بربری قبائل کے لوگ شامل تھے اور دائی حسین پاشا نے عربوں کی سرکشی کے خوف سے انکو بہت کم گولی بارود دیئے جانے کا حکم صادر کر رکھا تھا ٭

۱۹ جولائی کی صبح کا سفیدہ ظاہر ہوتے ہی ترکی سپاہ کے پہلے فرقہ نے فرنچ مورچوں پر حملہ کیا۔ اور قسطنطنیہ اور وہران کی فوجیں فرنچ سپاہ کے داہنے اور بائیں بازوؤں پر حملہ کر کے فرانسیسی ہراول کو ہر طرف سے گھیر لیا اور بندوق و تلوار کی لڑائی شروع ہوئی۔ فرانسیسی بھاگتے ہوئے لڑ رہے تھے اور بہت ہی فوج انکی کٹ چکی تھی کہ یکایک انکی تازہ کمک آگئی اور انہوں نے حملہ کر کے ہر ایک مقام سے ترکوں کی فوج کو پسپا بنادیا۔ ترکی سپاہ کا پیچھے ہٹنا تھا کہ فرنچ مورچوں سے تیز دم توپوں کی آتشباری شروع ہوگئی اور الجزائر کی فوج فرانسیسی سپاہ سے کئی حصہ زائد جانیں تلف کر کے اور اپنے تمام مورچوں کو مع توپوں اور کیمپ وغیرہ کے چھوڑ کر بھاگ گئی اس طرح بہت سی توپیں اور جنگی ذخائر مع مستحکم مورچوں کے فرانس والوں کے قابو میں آگئے اور اس لڑائی میں دونوں طرف کی سپاہ نے نہایت حیرت انگیز جرأت کا اظہار کیا ٭

اس فتح نے فرانس والوں کو الجزائر پر تسلط کرنے کی قوی امید دلادی اور انکی سپاہ کے حوصلے بڑھ گئے۔ اب پھر فرانسیسیوں نے کوئی حرکت نہیں کی کیونکہ وہ شہر کا محاصرہ کرنے کی تدبیریں سوچ رہے تھے اور بلند مقاموں پر بڑے دہانہ کی

سپاہ کا خشکی میں اُترنا جاری تھا اُسی وقت فرنچ ارکان حرب کا فرقۂ جزیرہ نما سے
سیدی فروج میں خشکی کی طرف سے ایک جنگی استحکامات کی لائن تیار کر رہا تھا تاکہ اس
جگہ کو اپنا مستقل کیمپ اور فوجی گدام بناکر شہر الجزائر کا بخوبی محاصرہ کر سکے چنانچہ وہ
اپنی مہم میں کامیاب ہوگیا اور تھوڑی ہی دیر میں اُس نے مورچے وغیرہ آراستہ کرکے
جنگی جہازوں کی (۴۶) توپیں مورچوں پر چڑھا لیں۔ کمانڈر انچیف اور اُس کے جنگی ارکان
نے سیدی فروج کے خانقاہ کی عمارتوں میں اپنی سکونت کی جگہ اختیار کرلی۔ اور ۱۵ جولائی
کو سامنے کے فرنچ مورچوں نے اُس الجزائری سپاہ پر آتشباری آغاز کی جو کہ اُنکے
روبرو نمایاں ہو رہی تھی۔ اور اسی جنگی چھیڑ چھاڑ میں فرانس کے جنگی مبصروں نے اپنے
مدمقابل لوگوں کی جنگی کارروائی کا بھی تجربہ کرلیا۔ اُنکو معلوم ہوگیا کہ اس لڑائی میں اُنہیں
کیسے خطروں اور مشکلوں کا سامنا کرنا ہوگا کیونکہ عرب جنگ آوروں کے بہت سے گروہ
دور سے فرنچ سپاہ پر گولی برسا رہے تھے اور فرانسیسی سپاہیوں کی بندوقیں تھوڑی
مار کرنے کی وجہ سے اُنکو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی تھیں لیکن عرب سپاہی لمبی نال والی
توڑہ دار بندوقوں کو بڑی عمدگی سے استعمال کرکے فرانسیسی لوگوں کو اپنا نشانہ بنا
رہے تھے۔ عربوں کی جنگ کا کچھ عجیب طریقہ تھا۔ بعض درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے
گولی چلاتے تھے اور کچھ گھوڑوں پر سوار برق جہندہ کی طرح کبھی ادہر اور کبھی اُدہر بھاگ
بھاگ کر باقاعدہ حملوں کی زد سے صاف بچ جاتے تھے۔ اس طرح کی جنگ میں انہوں نے
بہت سے فرانسیسی سپاہیوں کو گرفتار بھی کرلیا تھا۔ چنانچہ آخرکار فرانسیسی کمانیر نے
بھی لمبی نال کی قرابینیوں سے ایک پلٹن کو مسلح کیا تاکہ غنیم کی گولیوں کا جواب برابر
سے دیا جا سکے ✤

۱۶ جولائی کو سخت طوفانی ہوا کا زور شروع ہوکر فرنچ بیڑہ کو تہ و بالا بنانے لگا
اور اگر چند گھنٹے ہوا کا زور بدستور قائم رہتا تو ضروری تھا کہ فرانسیسی بیڑہ کا بالکل خاتمہ کرکے
اس حملہ کو قطعًا ناکامیاب بنا جاتا لیکن اہل فرانس خوش قسمت تھے کہ یہ طوفان بہت جلد
تھم گیا اور صرف چند جہازوں کے لنگر ٹوٹ جانے پر اُنکے نقصانات کا دارومدار رہگیا یا چند

گولہ باری کرکے ساحل اور بندرگاہ کے مورچوں کو مضروب بنانا اور بمب کے گولوں سے الجزائری فوج کو ہلاک کرنا شروع کردیا۔ اور اس طرح انہوں نے الجزائری جنگی قوت کو دو طرف تقسیم کرڈالا۔ اور ماہ اگست کی چوتھی تاریخ کو تمام فرنچ توپخانوں نے سمندر اور خشکی دونوں سمتوں سے اس زور شور کی گولہ باری شہر، قلعہ جات، اور بندرگاہ وغیرہ کے استحکامات وغیرہ پر شروع کی کہ اُس سے ہر جگہ بہت بڑا نقصان آیا اور پھٹنے والے گولوں نے ہزاروں جنگجو سپاہیوں کا خاتمہ کرڈالا۔ مگر باوجود اس کے پہلے الجزائروالوں کی آتشباری کا پلہ فرانس کی آتش باری پر غالب آتا رہا اور بڑی دیر کے بعد فرانس والے مخالف کی توپخانوں کو خاموش بنا سکے ؛

اور جب والی حسین پاشا کو یہ افسوسناک خبر پہنچی کہ تمام کاروان توپچی یا تو ہلاک ہوگئے اور یا بھاگ نکلے ہیں تو اُس نے قلعہ کے باقی ماندہ لوگوں کو بارود کے میگزینوں میں آگ دکھادینے کا حکم دیا اور فوج کو وہاں سے واپس بلا لیا۔ والی کا خیال یہ تھا کہ اس طرح وہ فرانسیسیوں کو سخت ضرر پہنچائیگا اور اُن کے بہت سے حملہ آور سپاہیوں کو دم کے دم میں قتل کرسکیگا۔ کیونکہ وہ قلعہ کی دیواروں اور اُڑتے ہوئے پتھروں کے نیچے دبکر رہجائینگے ؛

فرانس والے گولہ باری کرہی رہے تھے کہ ناگہاں ایک ہولناک دھماکے کی صدا بلند ہوئی اور تمام زمین لرزگئی یہ معلوم ہوا کہ کوئی سخت زلزلہ آگیا ہے۔ تمام ہوا ایک کثیف دہوئیں سے تاریک ہوگئی۔ شہر اور دنیا کا منظر اُس کے پیچھے چھپ گیا۔ اور اینٹ۔ پتھر۔ شہتیر اور توپوں وغیرہ کی آسمان سے بارش ہونے لگی اور ہر سمت سے ان چیزوں کی زد پڑنے لگی۔ اسکے بعد فرانس والے اُس قلعہ پر قابو کرنے کے لئے گئے اور انہوں نے اُسے بالکل خالی اور منہدم پایا کیونکہ الجزائر کے لوگ نہ صرف اس قلعہ کو بلکہ اس کے آس پاس کے استحکامات کو بھی خالی کرگئے تھے اور اس طرح پر فرنچ سپاہ کو شہر کی فصیل پر گولہ باری کرنے کا ایک بہترین موقع ہاتھ آگیا۔ والی حسین پاشا پہلے یہ خیال کرتا تھا کہ موسم برشگال کے آغاز تک اسی قلعہ کے ذریعہ سے فرانسیسی حملہ کی مدافعت

توپیں اور محاصرہ کے آلات لگاکر پھر پیش قدمی کرنا چاہتے تھے - ۲۴ جولائی کو ابراہیم آغا الجزائری سپاہ کے اعلےٰ افسر نے یہ دیکھکر کہ غنیم پھر ایک ہی جگہ رُک رہا ہے - اگلی جمعیت سے بھی زائد جماعت کے ساتھ دوبارہ حملہ کیا اور اس مرتبہ بھی وہ سخت ناکام رہا - پھر تو عربوں نے اپنے مقبوضہ بلند مقاموں سے توپیں چلانا شروع کردیا اور حد سے بڑھکر نقصان پہنچایا اور اسپر بھی طرہ یہ تھا کہ بہت سے الجزائر والوں کے مسلح گروہ فرانسیسی سپاہ پر حملہ کرکے اُنہیں قتل و غارت کررہے تھے - اسوقت الجزائر والوں کے مورچے اتنے بلند مقامات پر قائم تھے کہ اہل فرانس اُنکو اپنی گولہ باری سے بہت کم ضرر پہنچا سکے اور الجزائر والوں کے گولے اُنکے ٹھیک مابین آکر گرا کرتے تھے لہذا اُنکا سخت نقصان ہوتا تھا - اس لئے ضروری ہوا کہ فرانسیسی سپاہ الجزائر والوں کے مورچے چھیننے کی کوشش کرے اور جارحانہ پہلو پر چلے چنانچہ ۲۹ جولائی کی صبح کو فرنچ سپاہ نے جارحانہ حملہ کیا اور بہت ہی قلیل مقابلہ کے بعد غنیم کو پسپا کرکے اُس کے سب ضروری مورچے چھین لئے جہاں سے شہر الجزائر اور اُس کے اطراف اور قلعوں کا نظارہ آسان تھا - لیکن ہنوز ایک اور ضروری مقام اہل فرانس کو لینا اور باقی تھا جسکے قبضہ میں آئے بغیر وہ شہر کا محاصرہ نہیں کرسکتے تھے - یہ جگہ ایک بہت مستحکم قلعہ تھا جسکو الجزائر والوں نے جنگی چال چلکر اسپین والوں سے چھینا تھا اور اسکا نام قلعہ امپراطور مشہور تھا - اس قلعہ کا موقع شہر سے (۸۰۰) میٹر کے فاصلہ پر ایک بلندی تھی جہاں سے تمام شہر کے اطراف کا استحکام ہوسکتا تھا اور جب فرانس والوں نے اپنے مورچے نئے بلند مقاموں پر جمانے کا ارادہ کیا تو اسی قلعہ کی آتشباری نے اُنہیں کئی دنوں تک اس قصد میں ناکام رکھا الجزائری باڑیاں اس زور کی گولہ باری کررہی تھیں کہ فرانس والے مورچوں پر ٹھیر نہیں سکتے تھے اور پھر الجزائری فوج بھی قلعہ سے نکل نکل کر اُنپر حملہ کرتی جاتی تھی ؁

جس اثنا میں کہ فرنچ بری فوج خشکی میں یہ کارروائیاں کررہی تھی اُسی مابین میں فرانس کے جنگی بیڑہ نے کونٹر ایڈمرل اوزامیل کے زیرکمان بحری سمت سے سخت

ہوگئے۔ اور صبح کے آٹھ بجے فرنچ سپاہ بلا کسی روک ٹوک کے شہر میں داخل ہوگئی۔ فرنچ جنگی بیڑہ کے کمانیر نے شہر الجزائر پر فرانسیسی نشان لہراتے دیکھا تو وہ بھی شاداں و فرحاں بندرگاہ میں اپنا جہاز بڑھا لایا۔ شہر پر فرانس والوں کا بخوبی قبضہ ہوگیا تو والی حسین پاشا نے خزانوں کی کنجیاں اپنے ہاتھوں سے فرنچ جنرل کے حوالے کیں۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اس قلعہ کے خزانوں میں (۴۸۶۸۴۵۲۷) فرنک کی قیمت کا مال بھرا ہوا تھا۔ اور اسپر اس اون، غلہ، اور دیگر سامانوں کی قیمت اضافہ کی جائے جو کہ حکومت کے خاص گداموں میں بھرے تھے اور سات سو ہشت دہات کی توپیں جو الجزائر کے قلعوں میں ملی تھیں وہ بھی اس میں شامل کرکے حساب کیا جائے تو سب چیزوں کی قیمت پانچ کروڑ چھپن لاکھ چوراسی ہزار پانچسو ستائیس فرنک سے بڑھ جاتی ہے جو کہ فرنچ حملہ کے مصارف سے کہیں زائد تھی کیونکہ اس کے اخراجات کی باضابطہ فرد حساب میں (۴۸۵۰۰۰۰۰) فرنک کی رقم دکھائی گئی ہے۔ اور مذکورہ بالا مال غنیمت کے ماسوا آٹھ سو لوہے کی توپیں مقدار کثیر گولوں اور بارود کی۔ اور شہر الجزائر کے نصف حصہ سے زائد مکانات جو خاص حکومت کی ملک تھی اور صرف انکی قیمت (۵۰۰۰۰۰۰۰) فرانک سے زائد تھی، کو بھی مال غنیمت میں شریک کرنے سے بہت بڑی رقم بنجاتی ہے چنانچہ حاصل شدہ مال

جہاں چاہے چلا جائے اور وہ مع اپنے کنبہ کے فرنچ سپہ سالار کی حمایت میں رہیگا۔ اور اس کی حفاظت پر ایک خاص رسالہ مقرر ہوگا۔ چہارم یہ کہ فرنچ جنرل تمام الجزائری سپاہیوں کو بھی بجنسہ ان رعایتیں دیگا جو کہ والی کو دیگئی ہیں۔ پنجم مذہبی فرائض کے ادا کرنے کی آزادی تمام رعایا کو حاصل ہوگی۔ اور باشندوں کے تمام گروہ اور طبقات کے مذہب، جان، مال، تجارت، صناعت، اور انکی سکے کو بالکل محفوظ اور آزاد رکھا جائیگا اور انکی عورتوں کے ناموس میں کسی طرح کا خلل نہ ڈالا جائیگا۔ اور فرنچ جنرل اپنے اعزاز کو اس بات کی نگہداشت کا ذمہ دار قرار دیگا۔ اور ششم یہ کہ اس معاہدہ پر دس بجے دن کے قبل دستخط ہوکر پھر فرنچ سپاہ کو قلعہ القصبا اور تمام بحری و بری قلعوں میں قبضہ ملیگا۔ دستخط حسین پاشا والی الجزائر اور کونٹ ڈو بورمونٹ۔ اھ (از صفحہ ۱۸۳-۱۸۰)

تاریخ الجزائر مؤلفہ "J. J. E. Roy"

کی جاسکیگی اور بارش آغاز ہونے پر غنیم کو دبانا اور پسپا بنانا باسانی ممکن ہوگا۔

اب ملکی باشندوں اور شہر کے لوگوں نے والی حسین پاشا پر دباؤ ڈالنا شروع کیا کہ وہ اب بیہودہ تکبر کو چھوڑ کر گفتگوئے صلح کی سلسلہ جنبانی کرے کیونکہ اُن کے خیال میں (جو واقعی تھا) یہ تمام مصیبتیں محض والی حسین پاشا کے جبروت و گھمنڈ کا نتیجہ تھیں۔ چنانچہ والی نے اپنے ایک وزیر سیدی مصطفیٰ نامی کو فرنچ جنرل کے پاس ارسال کیا اور کہلا بھیجا کہ "والی اپنے اُن تمام حقوق سے دست بردار ہوتا ہے جو اُسے فرانس سے پانے چاہئیں اور تاوان جنگ ادا کرکے شاہنشاہ فرانس سے عفو تقصیر کی درخواست کرتا ہے۔ اور وہ تمام فرنچ تاجروں کو اُن کے سابقہ حقوق اور امتیازات عطا کرنے کے علاوہ کچھ مزید آسانیاں بھی دینے پر تیار ہے مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ اہل فرانس اس ملک کو چھوڑ دیں۔"

جنرل دوبورمون نے اس کے جواب میں کہا کہ جبتک وہ شہر میں داخل ہوکر اسپر قبضہ نہ کرلیگا جو کہ ضروری امر ہے اُسوقت تک گفتگو کا سلسلہ ہرگز آغاز نہ کریگا اور شہر کو اُس کے حوالہ کردینا لازمی امر ہے۔ والی نے یہ جواب سنا تو پھر دو اور افسروں کو جنکے نام سیدی محمود بوادہ اور سیدی محمود تھے۔ بار دیگر فرنچ جنرل کے پاس ارسال کیا۔ یہ دونوں شخص ملک فرانس میں تجارت کرتے رہنے کی وجہ سے فرنچ زبان بہت اچھی طرح بول سکتے تھے۔ ان دونوں نے فرنچ جنرل کو دیر تک سمجھایا کہ اہل شہر بلا کسی شرط کے شہر کو ہرگز تسلیم نہ کرینگے اور ایسی زندگی کی نسبت اُنکو جان دیدینا زیادہ پسند ہوگا۔ اور دوسری شرطوں کی دشواری بھی ظاہر کی۔ یہانتک کہ آخر اُنکے بار بار سمجھانے سے فرنچ جنرل نے اپنے سخت مطالبات کو نرم بنایا اور گفتگوئے صلح کا سلسلہ آغاز ہوا۔

دونوں طرف سے پیام و سلام کا مبادلہ ہونے کے بعد فرنچ جنرل نے صلح کی شرطیں قرار دیں (۱) اور معاہدہ لکھا گیا جسپر پانچویں اگست ۱۸۳۰ء کی صبح کو ہر دو فریق کے دستخط

(۱) شرائط صلح یہ تھیں کہ:- اوّل دس بجے دن کے قلعہ القصبہ اور اور تمام دیگر شہر الجزائر کے ماتحت قلعے مع دروازہ ہائے شہر کے فرنچ سپاہ کو سپرد کردئے جائیں۔ دوم فرنچ جنرل والی کی خاص املاک اُس کے قبضہ میں رہنے دیگا۔ سوم والی کو کامل آزادی ہوگی کہ وہ اپنے گھربار اور مال و متاع کے ساتھ

تو باقی ملک اُن کے قابو سے باہر اور خود مختاری پر قائم رہا کیونکہ فرانس کی حکومت کو دائی حسین سے انتقام کشی کا خیال تھا اور جب یہ مقصد حاصل ہوگیا تو اُس نے باقی ملک کی طرف سردست کوئی توجہ نہیں کی اور اس لئے مشرقی علاقہ میں قسطنطنیہ کا حاکم حاجی احمد بائی مستقل حکمران بنگیا۔ اور ملک کی جنوبی اور مغربی سمتیں متفرق قبائل کے سرداروں نے باہم بانٹ لیں۔ اہل فرانس نے چاہا کہ ان قبائل کو نرمی کے ساتھ اپنے قابو میں کریں اور اس لئے اُنہوں نے کوئی جنگی کارروائی کرنے سے گریز کیا۔ وہران پر تونس کے حاکم حسین بائی نے اپنی ایک عزیز کو کچھ سپاہ دیکر تسلط کرنے کے لئے ارسال کیا مگر وہ ناکام واپس آیا۔ اور اس کے بعد غربی اور جنوبی علاقے سب کے سب امیر نامدار سید عبدالقادر بن محی الدین حسینی کے زیر اطاعت داخل ہوگئے اور اس امیر نے ملک کو دشمنا سے بچانے کا خوب ہی حق ادا کیا اور عرصہ تک فتح و نصرت بھی اُس کی ساتھی رہی یہانتک کہ آخر میں اُسپر زوال آگیا اور اس بات کا کچھ ذکر مراکش کی تاریخ میں ہوچکا ہے ⁂

فرانسیسی سپاہ نے الجزائر پر قبضہ کرلیا تو حکومت فرانس نے اس ارادہ سے کہ چند شرائط کے ساتھ یہ مقام پھر دولت عثمانیہ کو سپرد کردے باب عالی سے رسل و رسائل کا سلسلہ آغاز کیا مگر ابھی بات چیت جاری ہی تھی اور مسئلہ کا فیصلہ نہیں ہونے پایا تھا۔ کہ فرانس میں مشہور بغاوت برپا ہوگئی جسمیں شارل دہم تخت سے اُتار دیا گیا اور اُس کے بعد ۱۸۳۰ء کے ماہ جولائی کی ۲۲ تاریخ کو لوئس فلپ تخت فرانس پر متمکن ہوا اس نئے تاجدار نے الجزائر کو اپنے ہی قبضہ میں رکھنے کا عزم کرلیا اور اُس نے وہاں بجائے جنرل بورمون کے جنرل کلوسیل "Clausel" کو فرنچ سپاہ کا سپہ سالار مقرر کرکے ارسال کردیا۔ اس جنرل نے شہر الجزائر میں آتے ہی تمام ترکی سپاہ اور اُن ترک افسروں کو جو ابتک اپنے عہدوں کے لحاظ سے کار حکومت انجام دیتے تھے وہاں سے نکال دیا اور قطعی طور پر ملک کے فرنچ گورنمنٹ کے قبضہ میں آجانے کا اعلان کردیا ⁂

(بقیہ صفحہ گذشتہ) قرش قیمت کا سامان جنگ سالانہ نذر کرتے تھے اور ہر دسویں سال ۱۰۰۰ قرش کی نقد رقم بھی دیتے تھے۔ اسپین کا قرش ایک روپیہ سے کچھ ہی کم ہوتا تھا ⁂

غنیمت میں سے (۱۵،۰۰۰،۰۰۰) کی صرف نقد رقم اپنے ملک کو ارسال کی تھی۔ اور مزید براں (۱۷) جنگی جہازات بھی اُسکے تمام ضروری سامانوں اور اسلحہ سمیت فرنچ سپاہ کے ہاتھ آئے تھے۔

والی حسین پاشا اور ینگچری سپاہیوں کا الجزائر میں رہنا فاتح لوگوں کے فوائد کو ضرر رساں تھا اور والی کی زندگی بھی معرض خطر میں تھی کیونکہ اُس کی قوم اُسپر سخت ناراض تھی اور اکثر لوگ بلکہ بیشتر اِن ذلتوں اور ملک کے مفتوح ہونیکا الزام اُسی کے بیجا غرور اور ناعاقبت اندیشی پر رکہتے تھے لہذا فرانس والوں کو ایک دستہ سپاہ والی کی حفاظت جان کے لئے مقرر کرنا پڑا تھا اور آخر میں اُس نے والی سے کہا کہ تم شہر کو چھوڑ دو اور جس جگہ جانا پسند کرو وہاں تمکو بہیجدیا جائے۔ والی نے کسی قدر تامل کے بعد یہ بات منظور کرلی اور شہر ناپولی جانے پر راضی ہوا۔ فرنچ جنرل نے ایک جنگی جہاز پر اُسکو مع بال بچوں اور مال و متاع کے ناپولی بہیجدیا اور اُسی کے ساتھ ابراہیم آغا والی کا داماد بہی گیا۔ جو سپہ سالار افواج تہا۔ والی کچھ زمانہ تک شہر ناپولی میں رہکر پھر لیفورنیو کو چلا گیا اور وہاں سے اسکندریہ آیا۔ جہاں محمد علی پاشا نے اُسکا معقول گزارہ مقرر کردیا اور وہ تادم مرگ یہیں رہا اُس نے ۱۸۳۸ء میں یہیں وفات پائی ❊

اور ینگچری فوج کے سپاہیوں کو جو کہ مجرد (بن بیاہے) تھے اور جنکی تعداد (۱۵۰۰) تھی فرانس والوں نے ازمیر وغیرہ کی طرف بہیجدیا اور سب کو کچھ رقم بطور مدد خرچ کے دیدی۔ غرضیکہ انتظام کرکے فرنچ جنرل نے اس ملک مفتوحہ کا نئے طور پر انتظام کیا اور وہاں اپنے قوانین رائج کرنا چاہا تاکہ اسمیں بخوبی قدم جما سکیں ❊

فرانس والوں کے الجزائر پر قبضہ کرلینے سے یورپ کو اُس سالانہ ٹیکس سے بہی سبکدوشی ملگئی جو کہ وہ ہر سال اپنے تجارتی جہازوں کی حفاظت کے لئے الجزائر کی حکومت کو دیا کرتا تہا (۱) اور فرانس والوں نے دار الملک اور اُس کے قرب و جوار پر قبضہ کرلیا

(۱) اس ٹیکس کی تفصیل اجمالی طور پر یہ ہے کہ حکومت سسلی (۳۴۰۰۰) قرش اسپانیولی۔ نقد اور (۲۰۰۰۰) قرش قیمت کے تحائف دیتی تہی۔ پرتگال والوں کے ٹیکس کی بہی یہی شرح تہی۔ انگلستان کو (۶۰۰) پونڈ کی رقم اپنے کانسل کو تبدیل کرنے کے وقت دینی پڑتی تہی سویڈن اور ڈنمارک نے (۴۰۰)

مراکش سے بیعت کرلی جسکا حال تاریخ مراکش میں بیان ہوچکا ہے *

ایک صوفی مشرب درویش اورعالم محی الدین عبدالقادر حسینی قبیلہ حشم کے جائے سکونت میں مقام مشاشیل کے نزدیک عرصے سے مقیم تھے انکی ذات سے علوم ظاہری اور باطنی کا چشمۂ فیض اُس علاقہ میں جاری تھا۔ تمام گرد و نواح کے قبائل اُنکی بہت کچھ عزت وعظمت کرتے اور دل سے اُنکی بزرگی اور کرامت کے معتقد تھے۔ دشمن نے یکایک الجزائر پر قابو کرکے ان قبائل کے ملکوں پر بھی دباؤ ڈالا تو اُنہوں نے باہمی اتفاق سے یہ رائے قرار دی کہ درویش سید محی الدین کو اپنا فرمانروا بنالیں اور پھر اُن کے زیر نشان جمع ہوکر غنیم کی روک تھام کریں۔ سید محی الدین مذکور نے اُن لوگوں کی درخواست عمر رسیدہ اور گوشہ نشین ہونے کے عذر سے مسترد کردی مگر قبائل کے سرداروں نے اُنپر اصرار کا دباؤ ڈالا تو اُنہوں نے مجبور ہوکر اپنے فرزند امیر عبدالقادر مرحوم کو اس خدمت کے لئے تجویز فرمایا۔ عبدالقادر سید محی الدین صاحب کے بیٹوں میں نہ تو سب سے بڑے تھے اور نہ علم وفضل میں کوئی پایہ رکھتے تھے مگر باپ نے اس نوجوان لخت جگر کی دلیری اور ہمت کے بھروسہ پر اسکو سرداران قبائل کے روبرو پیش کردیا تھا چنانچہ قبائل کے شیوخ نے اِس شرط پر عبدالقادر کو اپنا امیر بنالیا کہ سید محی الدین صاحب اُس کی سرپرستی کرتے رہیں اور دعا اور مفید مشوروں سے اُسکو مدد دیتے جائیں۔ غرضکہ حشم کے تمام قبیلہ نے اور قبیلہ بنی عامر کے بعض گھرانوں نے حاجی عبدالقادر کو اپنا امیر بنالیا اور اس جوان بخت امیر نے فوراً انہی قبائل کے جنگجو لوگوں کی ایک مختصر فوج مرتب کرکے شہر وہران پر حملہ کردیا جسپر سات مہینے سے فرانسیسیوں نے قبضہ کر رکھا تھا۔ امیر حاجی عبدالقادر نے اہل فرانس کو اس لڑائی میں سخت زک دی اور اُنکے بہت سے لوگ قتل کرکے ایک کثیر تعداد سپاہیوں کی گرفتار بھی کرلی۔ عبدالقادر کا پہلی ہی لڑائی میں یوں مظفر و منصور پھرنا قبائل حشم اور بنی عامر کے دلوں میں اُسکا تخم محبت بوگیا اور اب وہ اُنمیں نہایت ہر دلعزیز اور محترم بنگیا۔ اگرچہ امیر عبدالقادر شہر وہران کو دشمن سے چھین نہیں سکا تاہم اُس نے جنرل ڈیمیشل " Desmichels " کو اس بات پر مجبور

اس اعلان کو سنکر عرب اور بربر قبائل بگڑ گئے اور انہوں نے اہل فرانس سے لڑائی شروع کردی۔ مخالفت کی آگ خوب زور شور سے بھڑک اٹھی۔ بہت سے امراء اور ملکی حکام الجزائر سے ترک وطن کرکے ایشیا کی طرف چلے گئے۔ کچھ لوگوں نے جزیرہ کریٹ میں سکونت اختیار کی اور بعض اسکندریہ اور ازمیر وغیرہ میں جا رہے۔ اور تھوڑے سے لوگ فرنچ قوانین کی پابندی اور بغاوت نہ کرنے کا اقرار کرکے الجزائر ہی میں رہے اور دولت علیہ کو یہ خبر ملی تو اس نے فرانسیسی حکومت پر سخت اعتراض کیا کہ تم نے ایک ترکی علاقہ پر کس اصول سے قبضہ کیا ہے مگر اُدھر سے کوئی جواب ہی نہیں ملا اور اس طرح یہ قیمتی ملک سلطنت عثمانیہ کے ہاتھ سے مفت چھن گیا۔ جسکی علت الجزائر کے گورنر کا ظلم و ستم اور اُس کی سخت حماقت تھی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور باوجود اس کے کہ گورنمنٹ فرانس نے الجزائر کو اپنے زیر حکم کر لینے کا اعلان کر دیا تھا عرب قبائل کی بغاوت نے نہایت طول کھینچا جسکے اثناء میں امیر عبدالقادر مرحوم نے ملکی مدافعت کے واسطے نہایت مشہور لڑائیاں لڑیں اور اہل عرب اپنی عادت کے موافق عرصہ تک غیر قوم حاکم کی اطاعت نہ ماننے پر اڑے رہے ان وجوہ سے فرانس کو الجزائر پر کئی مرتبہ فوجکشی کرنی پڑی اور وہ پوری ہمت کے ساتھ اہل عرب کے مغلوب بنانے پر آمادہ ہوگیا۔ چنانچہ ۱۸۴۸ء مطابق ۱۲۶۴ھ تک برابر اس ملک میں زور شور کی لڑائیاں ہوتی رہیں۔

امیر عبدالقادر حسینی

(۱۲۴۶ — ۱۲۶۴ھ)

اہل فرانس شہر الجزائر اور اس کے مضافات پر مسلط ہو گئے تو عرب اور بربر قبائل میں پھر فساد اور ہنگامہ کی گرم بازاری ہوئی۔ مملکت الجزائر کا ہر ایک علاقہ اپنے حاکم کے ماتحت خود مختار بن بیٹھا۔ مشرقی حصہ ملک حاجی احمد باشی حاکم قسطنطنیہ نے دبا لیا۔ اور جنوبی اور مغربی حصص ملک میں وہاں کے قبائل کے سرداروں نے خودمختارانہ حکومت شروع کردی اور شہر تلمسان اور اس کے ماتحت صوبہ کے لوگوں نے مولی عبدالرحمن فرمانروائے

دلیرانہ ارادوں کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا کیونکہ حاجی عبدالقادر نے ایسے وقت
میں اسلام کی نصرت وحمایت کا بیڑہ اٹھایا تھا جبکہ مملکت الجزائر میں
کوئی بھی مسلمانوں کا ناصر ومعین نہیں ملتا تھا۔ مولی عبدالرحمن نے فوج
وخزانہ اور حمایت جنگ سے امیر عبدالقادر کی اعانت شروع کر دی
اور اس کی حوصلہ افزائی میں ہر طرح کوشاں رہا۔ امیر عبدالقادر نے فرانس والوں
کا ناک میں دم کر دیا اور انہیں تلمسان سے مار کر نکال دیا۔ آخر جس وقت
فرانس والوں کو یہ خوف دامنگیر ہوا کہ امیر عبدالقادر کے ہاتھوں سے اُن کے
نومفتوح ملک کا بچانا دشوار ہے تو جنرل بوجود Bugeaud نے امیر
مذکور کے ساتھ سنہ ۱۸۳۷ء میں ایک معاہدہ کرلیا۔ یہ معاہدہ عہدنامہ "تفنا" کے
نام سے مشہور ہے اور "تفنا" علاقہ وہران کی ایک ندی کا نام ہے۔
اس عہدنامہ کا مقصد یہ تھا کہ دریائے تفنا فرنچ مقبوضات اور امیر عبدالقادر کی
املاک کے مابین حد فاصل تسلیم کیا جائیگا۔ ملک فرانس میں اس معاہدہ کو بہت
حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا گیا کیونکہ اس معاہدہ نے اہل فرانس کی عزت
میں بٹہ لگایا تھا اور اسی واسطے فرانس والوں نے اس کے جلد تر شکست
کر دینے میں بہت کوشش کی لیکن اُنکی طرف سے عہد شکنی کا اقدام ہونے سے
قبل سنہ ۱۸۳۹ء میں خود امیر عبدالقادر ہی نے پیشدستی کر کے املاک فرانس
پر حملہ کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جس زمانہ میں وہ فرنچ گورنر جنرل سے خط کتابت
کرتا اور اپنا ایک با اختیار سفیر پیرس کو بھیجنے کا قصد کر رہا تھا اُسی دوران میں اُس
نے در پردہ ایک ایسی عام بغاوت برپا کرانے کا بھی مصالحہ تیار کرلیا جسکی وجہ
سے اہل فرانس پر عام تباہی نازل ہو اور الجزائر میں جس قدر فرانسیسی موجود ہیں اُنکی
پوری طرح ہلاکت کا سامان کر لیا تھا جیسے ہی یہ بغاوت برپا ہوئی ویسے ہی امیر

کر دیا کہ وہ اس کے ساتھ ایک معاہدہ کر کے انکی امارت اور خود مختاری کو تسلیم کر لیں اور انکو تمام اقلیم وہران میں تجارت کرنیکا حق دے۔ اس کے بعد ۱۸۳۵ء میں امیر عبدالقادر نے شہر مکتہ کے قریب جنرل ٹریزل پر ۱۸۳۵ء میں نمایاں فتح حاصل کر کے اپنی شہرت و ناموری کو خوب بڑھا لیا اور اس کے بعد جبکہ فرانس والوں نے بماتحتی مارشل کلوزل ۱۸۳۵ء کے ایک زبردست فوج امیر عبدالقادر کے مقابلہ میں روانہ کی تو وہ اسکا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے بلکہ انہوں نے صرف اتنا فائدہ پایا کہ عارضی طور پر شہر "مسکرہ" کو اپنے قبضہ میں لے آئے جسے بعد میں خود انہوں نے چھوڑ دیا۔ تلمسان والوں کو امیر عبدالقادر کی فتحیابیوں کی خبریں ملیں تو وہ بھی اسکی طرف مائل ہو گئے اور فرمانروائے مراکش کی بیعت توڑ کر اسکے زیر حکم آجانے کی درخواست کی عبدالقادر نے انکی درخواست قبول کر لی اور اہل تلمسان سے بیعت لیکر اپنے تئیں مولی عبدالرحمن فرمانروائے مراکش کا ماتحت امیر قرار دیا اس نے اپنے ماتحت علاقوں میں سلطان مولے عبدالرحمن کا خطبہ رائج کر دیا اور ایک عرضداشت اظہار اطاعت کی مولے مذکور کے نام ارسال کر دی جسمیں لکھا تھا کہ میں آپ کے ایک ادنیٰ خادم اور سپہ سالار کی حیثیت سے مسلمانوں کا ملک بچا رہا ہوں۔ تلمسان کے علاقہ میں امیر عبدالقادر کا سکہ حکومت جم گیا تو اب بعض وہ قبائل جنکی عداوت قبیلہ حشم کے ساتھ عرصہ سے چلی آتی تھی امیر عبدالقادر سے منحرف ہو گئے اور انہوں نے وہران میں جا کر اہل فرانس کی حمایت میں آجانا قبول کر لیا۔ اور ان قبائل کے سبب سے عبدالقادر کو نہایت سخت لڑائیاں لڑنی پڑیں منحرف قبائل کا رئیس مصطفےٰ بن اسمٰعیل ہی وسط مغرب کے ملک پر فرانس والوں کا قبضہ کرا دینے کا زبردست ذریعہ بن گیا۔ اور ابتدا میں الجزائر والوں کو اہل فرانس سے جتنی لڑائیاں لڑنی پڑیں وہ سب اسی بدطینت شخص کے وسیلہ سے واقع ہوئی تھیں اور آخر یہ شخص ۱۸۴۳ء میں مقتول ہو گیا۔

مولی عبدالرحمن فرمانروائے مراکش کو امیر عبدالقادر کے غنیم سے جہاد کرنے اور حمایت اسلام پر جان فدا کرنے کا حال معلوم ہوا تو انہیں نے امیر مذکور کے

دریائے ایسل کے کنارہ فرنچ سپاہ کے ہاتھ سے ہزیمت فاش اٹھائی۔ اور اِس جنگ کا حال تاریخ مراکش میں مذکور ہؤا ہے۔ مولے عبدالرحمٰن کی فوج نے ہزیمت پائی اور اُس نے اہل فرانس سے معاہدہ صلح کر لیا۔ تو اب وہ شرائط صلحنامہ کے رو سے امیر عبدالقادر کی مدد کرنے سے باز آ گیا۔ اور امیر عبدالقادر نے مولے عبدالرحمٰن کی اِس عدم امداد سے برافروختہ ہو کر اُسی پر حملہ کر دیا۔ لیکن اِس نے یہاں بھی زک اٹھائی اور سنہ ۱۲۶۴ھ میں وہ ہر طرف سے مایوس ہو کر آخرکار فرانس والوں کے زیر سایہ چلے جانے پر رضامند ہو گیا۔ اُس نے جنرل لامورسیر [illegible] کی معرفت سنہ ۱۸۴۸ء میں فرنچ گورنمنٹ سے امن چاہنے کا پیام دیا اور اِس کی منظوری آ گئی تو وہ نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ بندرگاہ تولون کو بھیجدیا گیا۔ وہاں سے سنہ ۱۸۵۳ء میں بعہد نپولین سوم اُسے آزادی ملگئی اور اب امیر عبدالقادر آستانہ علیہ اور بروسہ ہوتا ہؤا دمشق میں جا رہا جہاں اُس کے زرین کارنامے اُس کی یادگار موجود ہیں۔ اس کے بعد سنہ ۱۸۶۷ء میں امیر عبدالقادر نے پھر شہر پیرس کا سفر کیا اور وہاں اُس کی بہت کچھ عزت و مدارات کی گئی +

امیر عبدالقادر نے سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق سنہ ۱۸۸۳ء میں بمقام دمشق دنیا سے عالم آخرت کی طرف سفر اختیار کیا۔ وہ سنہ ۱۲۱۶ھ مطابق سنہ ۱۸۰۱ء میں بمقام "مسکرہ" علاقہ الجزائر میں پیدا ہؤا تھا۔ اِس دلیر اور صف شکن امیر کی کئی ایک عمدہ تصنیفات اس کی دائمی یادگاریں ہیں۔ اس امیر نے اہل فرانس سے لڑنے میں اسطرح کی دلیری، شجاعت، اور جنگی مہارت کا اظہار کیا کہ اُس کی تعریف ناممکن ہے اور اُن کے دیکھنے سے اِس بے مثل شخص کی لیاقت اور اس کے طبعی جوہر کا پتہ ملتا ہے۔ اور بعض معرکوں میں تو اس نے ایسے کام کئے جو معجزہ اور کرامت

عبدالقادر کی فوجیں بھی فرانس کے مقبوضہ شہروں پر برق خرمن سوز بنکر ٹوٹ پڑیں اور جنرل بوجود کے اوسان خطا ہوگئے۔ اُس نے تنگ آکر اپنی حکومت سے تازہ کمک مانگی اور جب کمک آگئی تو یا لشکر گراں امیر عبدالقادر کے مقابلہ میں نکلا۔ جنرل بوجود نے نہایت سرگرمی سے پر زور حملے کرکے امیر عبدالقادر کی جمعیت کو منتشر کرنا شروع کردیا۔ وہ اس مرتبہ آتشباری کی جگہ زرپاشی کے کارگر ہتھیار کو کام میں لاتا تھا یعنی امیر کے ماتحت قبائل کے سرداروں کو انعام اور بیش قرار عطیات دے دیکر توڑ رہا تھا اس لئے امیر عبدالقادر کی سپاہ نہایت کمزور ہوگئی اور اس کے رفیق قبائل میں سے بیشتر قبائل اُس کا ساتھ چھوڑ کر فرانس والوں کے ساتھ ملگئے۔ اسی عرصہ میں مارشل ڈیوک ڈومیل "Daumel" نامی نے امیر عبدالقادر کی سپاہ کو ہزیمت دیکر اُسکا نایاب کیمپ بھی چھین لیا۔ امیر عبدالقادر اپنی جمعیت کے شکست ہوجانے سے مجبور ہورہا تھا اور اب اُس نے مولےٰ عبدالرحمن سے کمک مانگنے کا سلسلہ شروع کردیا۔ مولیٰ عبدالرحمن نے بھی اُس کی امداد میں کمی نہیں کی مگر وہ اب فرانس والوں کا مقابلہ پوری طرح نہیں کرسکتا تھا۔ تاہم غنیم کا حملہ روکتا اور پسپا ہوتا چلاگیا یہانتک کہ ۱۸۴۳ء میں اہل فرانس نے وسط مغرب کے تمام مقامات اُس سے چھین لئے اور اب عبدالقادر صحرائی علاقوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا پھر رہا تھا کبھی بنی برناسن کے جاے سکونت میں جا پہونچتا اور گاہے وجدہ اور ریف کے علاقوں میں آرہتا۔ اس دوڑ بھاگ میں اقصائے مغرب کے بکثرت لوگ اُس کے ساتھ شریک ہوتے جاتے اور امیر عبدالقادر فرانس والوں پر چھاپے مارتا رہتا تھا۔ بعض بعض اوقات مراکشی سپاہ بھی اُس کی رفیق ہوکر فرانس والوں پر حملے کرتی تھی اس لئے فرانس والوں نے سلطان مراکش سے بھی جنگ شروع کردی اور مولیٰ عبدالرحمن کی سپاہ نے دریاے

ارکان دولت کی ناراضمندی اُسے مجبور بنا گئی اور وہ اس ارادہ کو پورا نہ کرسکا۔
تاہم وہ امیر عبدالقادر کا گہرا دوست ہوگیا تھا اور اُس کی عزت تہِ دل سے
کرتا تھا۔

امیر عبدالقادر کے الجزائر سے نکل جانے کے بعد یہاں کی بغاوتوں کا زور
گھٹ گیا۔ صرف کوہستان رفادۃ کا علاقہ باقی رہا وہ بھی چند روز میں بلطائف
الحیل اور روپیہ کی مار سے مطیع بنا لیا گیا۔ اور اس کے بعد بھی الجزائر میں پے در
پے بغاوتیں ہوتی رہیں جنمیں سے سنہ ۱۸۴۹ء میں سعید ابی زیان مرابط - اور سنہ ۱۸۶۴ء
میں سید لان کی بغاوتیں بہت پرشور ہوئیں۔ اور باقی خفیف ہنگامے ہوتے
رہتے تھے۔ ملک میں امن وامان کا دور دورہ ہوجانے کے بعد فرانسیسی حکومت نے
ریلوے اور تاربرقی کا سلسلہ بنا دیا۔ تاکہ آئندہ بغاوت کا سدباب ہوسکے اور
ملک کے واسطے حکمرانی کے نئے قوانین حسب حال اہل ملک تیار ہوئے۔ بحری
مقامات کے جنگی استحکام اور قلعہ بندی کی کارروائی کمل کرلیگئی۔ اور اندرون ملک
میں بھی قلعے اور فوجی چھاونیاں اور جنگی سڑکیں تعمیر کردی گئیں۔

نپولین سوم کو الجزائر کے انتظام کا بہت کچھ خیال رہتا تھا اُس نے
سنہ ۱۸۵۶ء میں الجزائر کے گورنر جنرل کو ایک فرمان میں یہ لکھا تھا کہ "الجزائر فرانسیسی
نوآبادی نہیں بلکہ عربی ملک ہے۔ باشندوں پر کسی امر میں سختی کرنا یا اُن کے املاک
کو ضبط کرلینا بالکل بُرا ہے بلکہ قبائل کو مالک اراضی رہنے دینا چاہئیے اور وہاں
شخصی مملکت کا عمدہ طریق حکومت استعمال کرنا چاہئیے" پھر جب اُس نے خود سنہ ۱۸۶۵ء
میں مملکت الجزائر کی سیر کی تو وہ اپنے باڈی گارڈ رسالہ کو چھوڑ کر عرب قبائل کے
عہد وپیمان کی پابندی اور وفاداری پر بھروسا کرکے تمام ملک میں دورہ کیا تھا اور
عرب قبائل اُس کے ساتھ بڑی خوبی سے پیش آئے۔ جس سے نپولین کو بیحد خوشی

شمار کئے گئے اور لوگ اس کی بزرگی کو مان گئے۔ مثلاً ایک معرکہ میں اُسے فرنچ
سپاہ نے تنہا ہر طرف سے گھیر کر زندہ گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا تھا اور کسی جانب
سے نکلنے کا راستہ نہیں چھوڑا تھا۔ اُسوقت امیر مذکور کا گھوڑا جسپر وہ سوار تھا ستر
گز کا فاصلہ ایک چھلانگ میں قرا کر اُسے دشمنوں کے نرغہ سے صاف نکال لیگیا۔
اور پھر وہ گھوڑے سے کود کر دوڑتا ہوا اپنے مورچہ میں محفوظ جا پہنچا۔ اس نے سترہ سال
کے قریب فرانسیسی زبردست حکومت کا نہایت دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا تھا اور
ایک مستقل سلطنت قائم کر لی تھی جس کو اہل فرانس نے بھی باضابطہ طور سے تسلیم
کر لیا اور وہ اس مملکت میں اپنا سکہ رائج کر سکا۔ اس نے اسلحہ سازی اور بارود
بنانے کے کارخانے قائم کر رکھے تھے۔ بندوقیں۔ توپیں اور گولے گولیاں ان کارخانہ
میں خود بنواتا تھا۔ اُس نے شروع شروع میں قسطنطنیہ کے حاکم احمد بائی کو اپنے ساتھ
شریک اور جنگ کرنیکا پیام دیا تھا لیکن اُس مغرور اور دشمن قوم شخص نے اس بات
میں اپنی کسر شان سمجھی اور اسکا ساتھ نہ دیا جسکا انجام یہ نکلا کہ آخر وہ بھی فرانس والوں کے
ہاتھوں بری طرح پامال ہوا۔ کاش وہ اگر امیر عبدالقادر کی دعوت مان گیا ہوتا۔ تو
فرانس کو مملکت الجزائر پر قبضہ کرنا مشکل کیا محال ہو جاتا۔ امیر عبدالقادر نے ہر طرف سے
امداد پانے کی قطع امید کر لینے کے باوجود عرصہ تک فرانس کی حمایت میں آنا منظور
نہیں کیا اور وہ جہاد سے باز نہیں رہا مگر جسوقت نفسانی خواہشوں اور دین و مذہب
کی پابندی سے خلاف ورزی کی اُمنگ نے سلطان مراکش کو فرانس والوں کے ساتھ ملجانے
پر آمادہ بنادیا اور وہ غیروں سے اتفاق و اتحاد کر کے اس مجاہد امیر پر حملہ آور ہوا
تو اب عبدالقادر کو صحرا میں پناہ لینے کا بھی موقع نہ ملسکا اور اس لئے وہ مجبوراً اپنے
تئیں دشمن کے سپرد کر دینے پر راضی ہو گیا۔ جسوقت امیر عبدالقادر اسیر ہو کر پاریس
میں پہنچا اُسوقت نپولین سوم بادشاہ فرانس نے اسکو الجزائر کا امیر بنا دینا چاہا لیکن

(سنہ ۱۸۷۹ء لغایت ۱۸۸۱ء) معمور کیا گیا Albert Grevy کے تقرر سے
اور پھر سنہ ۱۸۸۱ء میں مسیو طیرمان Tirman کو ملکی اور جنگی دونوں طاقتوں کا منصوب
پر اکھٹائی طور سے حاکم بنایا گیا اور اب انتظام ملک کا رنگ فرانس کے طریق حکومت
سے ملگیا ÷

سنہ ۱۸۸۱ء میں الجزائر کی مردم شماری ہوئی اور معلوم ہوا کہ باشندوں کی تعداد
(۳،۳۱۰،۴۱۲) آدمیوں کی ہے۔ الجزائر کے تاجروں کے تجارتی جہازات سنہ ۱۸۶۲ء
میں ۱۴۸ کی تعداد رکھتے تھے۔ یہ سب بادبانی جہازات تھے اور انکا وزن باربرداری
(۷۰۹۱۸) ٹن تھا۔ ان جہازوں کے ملاح اور کپتان وغیرہ اکثر ملکی لوگ ہی تھے جو کہ
آجتک اپنی جہازرانی کی شہرت قائم رکھنے میں ہر طرح کامیاب ہیں ÷

تمت بالخیر

علم الدین امرتسری تحریر نمود ÷

ہوئی اور اُس نے بذات خاص اُن کی تمام شکایتیں سُنکر معقول انتظام کیا۔ پھر اُس نے پیرس میں ایک باڈی گارڈ رسالہ خاص عرب جوانوں کا اُنہی کے لباس میں بھرتی کیا اور اُنہیں بہت عزت کے ساتھ اپنی جان کا محافظ قرار دیا ۔

اور خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت سے فرانس نے الجزائر پر قبضہ کر لیا اُسی وقت سے اس ملک کا انتظام ایک گورنر جنرل کو تفویض ہوگیا۔ سنہ ۱۸۵۸ء میں شاہ نپولین سوم نے ایک فرمان کی رو سے پرنس نپولین کو اُس خاص کونسل کا چیئرمین اور اعلے افسر بنایا جو کہ مملکت الجزائر کا انتظام اور نگرانی کرنے کے واسطے قرار پائی تھی اور اُسوقت ملکی صوبجات کو فوجی بلاد سے جُدا کر دیا گیا اور کونسلیں قائم کر دی گئیں مگر بعد میں واضح ہوا کہ اس ترتیب سے بھی پوری طرح کام نہیں چل سکیگا۔ اسواسطے سنہ ۱۸۶۰ء میں پھر انتظام ملک کی باگ فوجی گورنر جنرل کے حوالہ کی گئی جو کہ ملکی اور فوجی دونوں صیغوں کے حکام اور افسروں کا اعلے افسر تھا اور اس منصب پر سب سے پہلے مارشل پلیسیر Pelissier سنہ ۱۸۶۰ء میں اور بعدہ مارشل میکمہن mec-mahon سنہ ۱۸۶۴ء میں متعین کئے گئے۔ پھر جب سنہ ۱۸۶۴ء میں فرانس میں جمہوری حکومت قائم ہوگئی تو الجزائر کا انتظام مملکت ایک سول (ملکی لاٹ) کے حوالہ ہوا اور مسیو ڈوبوزی Dubouzet کو اس عہدہ پر مامور کیا گیا جسکے اوپر ایک غیر معمولی عہدہ دار کمشنر کے لقب سے بھی مقرر کیا گیا اور یہ عہدہ مسیو الکسیس لامبیر Alexis Lambert کو ملا۔ یہ انتظام ۱۸۷۱ میں ہوا تھا اور سنہ ۱۸۷۳ء تک قائم رہا۔ اس کے بعد سنہ ۱۸۷۳ء سے سنہ ۱۸۷۹ء تک جنرل شانزی Chanzy کو اس منصب پر متعین کیا گیا اور اسی گورنر جنرل کے ایام میں الجزائر کے تمام شہر اور کچھ بستیوں میں میونسپلٹیاں بھی قائم ہوئیں اور جدید آئین حکومت کا انہیں رواج ہوا۔ جنرل شانزی کے بعد یہ عہدہ مسیو البرٹ گریو

